امروز قوم من نشناسد مقام من | روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

مورخہ ۹ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۹ جولائی ۱۹۰۸ء

سارے جہان سے اچھا دارالامان ہمارا | ایڈیٹر و مینجر محمد صادق عفی عنہ | دارالامان ہمارا جنت نشان ہمارا

نمبر ۲۷

فی پرچہ ۲/

ایڈیٹوریل

(ماخوذ از کلام خلیفۃ الامام)

اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ہونے کے لئے مفصلہ ذیل باتوں کی ضرورت ہے

(۱) فاصبر۔ یعنی استقلال و استقامت و بردباری و جفاکشی سے کام لو (۲) واستغفر لذنبک۔ اپنی کمزوریوں کے لئے جناب الٰہی سے حفاظت طلب کرتے رہنا (۳) وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار۔ صبح و شام تسبیح و تحمید میں مشغول رہنا (۴) فاستعذ باللہ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے استعاذہ جناب باری سے کرتے رہنا (۵) ادعونی استجب لکم ہر وقت دعا میں مشغول رہنا۔

افعال کا حسن۔ ایک تو تجربہ صحیحہ و عقل سلیم سے معلوم ہوتا ہے۔ دوم۔ اللہ جل شانہ خود فرمائے کہ یہ نیک کام ہے۔ پس ہدیٰ تو وہ ہدایتیں جن پر فہم و اوراک نہیں چل سکتا اور ذکری وہ جسے انسان نیک تو سمجھتا ہے مگر رسم یا غفلت یا کسی اور وجہ سے بھول گیا یا چھوڑ چکا ہو

اللہ تعالیٰ نے پہلے رکوع میں تین باتیں بتائی ہیں۔ یہ کتاب۔ کتاب اللہ ہے۔ (۲) اسمیں کوئی شک اور ہلاکت کی راہ نہیں۔ (۳) دنیا کے سب متقیوں کے لئے (خواہ کس مذہب کے ہوں) آئندہ ترقیات کے لئے پوری ہدایت ہے۔ اتقا رکا ادنےٰ درجہ یہ ہے (۱) غیب پر ایمان لانا (۲) دعا سے کام لیتے رہنا (۳) مخلوق سے ہمدردی خدا کے دئے میں سے انہیں بھی دینا۔ پھر اس سے دوسرا درجہ۔ (۱) اس بات پر ایمان لانا کہ رسول اکرم صلعم پر اللہ کی تمام رضامندی کی راہیں کھل گئیں (۲) ہمیشہ اس صفت الٰہی پر ایمان رکھنا

کہ وہ ایسے آدمی مبعوث کرتا رہا ہے جنہیں اپنی رضا کی راہیں بتلائیں (۳) آئندہ بھی ایک گھڑی آنے والی ہے جبمیں ایک شخص پہ اللہ کی رضا ظاہر ہو پہلے تو ہدایت ان کے لئے ہوتی ہے پھر وہ ہدایت پر سوار ہو جاتے ہیں۔

بس انجام ان لوگوں کا یہ ہے کہ مظفر و منصور ہوتے ہیں آخرت کے متعلق ہر فرقہ کا دعویٰ ہے کہ وہ فلاح پائیں گے مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ سچے متقی کا نشان یہ ہے کہ وہ اس دنیا میں بھی مظفر و منصور ہو۔

پھر

ان لوگوں کا حال بتایا ہے جنہوں نے خطرناک راہیں اختیار کی ہیں ایک وہ جو حق بات کو سننا ہی نہیں چاہتے۔ دوم وہ جو سن تو لیتے ہیں مگر انذار و عدم انذار کو برابر سمجھتے ہیں۔ سوم وہ جو اس رسول کے پیرودن کی حالت پر غور نہیں کرتے کہ اب کیا سے کیا ہو گئے کیونکہ ہر شخص اپنے گاؤں کے نیک و بد کا جانتا ہے۔ اس عدم توجہ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ انہیں ایمان نصیب نہیں ہوتا ہے۔

خلیفۃ المسیح کی بیعت واجب ہے

کوئی یہ نہ سمجھے کہ جب ہم حضرت میرزا غلام احمد صلعم کو مسیح موعود و مہدی مسعود مانتے ہیں تو اب علامہ نورالدین کی بیعت کی کیا ضرورت ہے یاد رکھو کہ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی جب تک کہ اس میں وحدت نہ ہو اور وحدت بغیر اس کے ناممکن ہے جب تک ایک بزرگ کے تحت میں ہو کر کل کام نہ کئے جائیں جو بھیڑ ریوڑ سے یہ سمجھ کر جدا ہوتی ہے۔ کہ ساتھ ساتھ مقید کیوں پھروں۔ وہ ایک دن بھیڑئیے کے قابو میں آجاتی ہے۔ جو شاخ اپنے تئیں ہری سمجھ کر جڑ سے تعلق رکھنا ضروری نہ سمجھے وہ آخر سوکھیگی۔

ہر شخص اپنی ذات کے لئے خود ذمہ دار ہے پس کسی انجمن کے سکرٹری یا کسی جگہ کی جماعت کے امام کا بیعت کر لینا سب کے لئے کافی نہیں ہو سکتا ہر ایک کو بیعت کیلئے خط لکھنا چاہئیے تا وہ اس فیض

کاتبہ عاجز محمد حسین عفی اللہ عنہ

سے حصہ لے ۔ جو ید اللہ علی الجماعۃ میں مرکوز ہیں

پیغام صلح

اس صلح کے پیغام کی (جو امن کے شاہزادہ نے تمام قوموں کو دیا) اشاعت کی تجاویز ہو رہی ہیں خواجہ کمال الدین صاحب [illegible] سے پانچ دس ہزار چھپوانا چاہتے ہیں۔ مخدومی مفتی محمد صادق صاحب نے ۔۔ اپنے سفر میں اسے پھیلایا۔ سناتن دہرمی اسے قبول کرنے کے لئے تیار ہیں اور آریہ اس کی مخالفت کر رہے ہیں کیا وہ نہیں چاہتے کہ ملک میں آشتی کا دور دورہ ہو ۔ ایسوسی ایشن کی بنیاد بھی رکھی جانیوالی ہے مگر معاہدہ کے وقت یہ خیال ضروری ہے کہ احمدی قوم چونکہ ایک ایسے لیڈر کے ماتحت ہے جس کے حکم کے ایک ایک نقطہ کی تعمیل ان کا کام ہے اسلئے یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک دو سو ہندو اٹھے اور ہم ان سے عہد کر لیں کیونکہ ایک طرف تین چار لاکھ جماعت اور دوسری طرف معدودے چند ۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ کم از کم دس ہزار معزز ہندوؤں کے دستخط ہونے چاہئیں۔ پیغام صلح کے آخر میں جو نوٹ ہیں جہاں تک میرا خیال ہے ۔ اور اہل بیت نبوت سے معلوم ہوا وہ اس کتاب کے لئے نوٹ نہ تھے بلکہ علیحدہ ایک اور کتاب کے لئے تھے اس امر کا اظہار اس لئے ضروری ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے آپ کا نکچر ناتمام رہ گیا۔

سرسری نظر

اس ہفتہ کے آتے ہوئے دو چار رسالے اور ایک دو اخبار میری زیر نظر ہیں۔ میں حیران ہوں کہ ان لوگوں کو کیا ہوگیا شدت مخالفت میں ایک حرف بھی انصاف کے ساتھ لکھنا قسم ہوگیا بات بات میں غیظ و غضب ٹپکتا ہے۔ فقرے فقرے میں تعصب ہویدا ہے۔ پیرے پیرے میں بدنیتی اور ضرررساں پالیسی کا اظہار ہے اللہ رحم کرے ان کے حال پر۔ کاش انہیں معلوم ہوتا۔ کہ آقائے نامدار احمد مختار فرما چکے ہیں مسلم وہ ہے جس کے ہاتھ و زبان سے دوسرے مسلم کو ضرر نہ پہونچے ۔ آہ یہ مسلمان خدا جانے کس دنیا کے رہنے والے ہیں کہ ان سے ہم نے وہ دکھ اٹھائے جو زہریلے سانپوں اور پھاڑ کھانے والے درندوں سے اگر پہنچتے تو چنداں گلہ نہ تھا۔

المجدد ماہ مئی میں ایک ایسا گندہ نوٹ نکلا کہ بعض غیر احمدی احباب نے خط بھیجے کہ آپ مقدمہ کیوں نہیں چلاتے مگر ہم نے یہی جواب دیا کہ ہم فاصبر علے مایقولون پر عمل کر رہے ہیں یہ جون کا نمبر پھر اسی رنگ میں نکلا ہے "تازیانہ نقشبندی" کی دھمکی جسے دیجاتی تھی ۔ وہ تو اب تک باطل کا سر کچلنے کے لئے خدا کے فضل سے انہی خیالات کے ساتھ زندہ موجود ہے۔ اور تم کہہ رہے ہو کہ تازیانہ اپنا کام کر چکا۔ فاضل ماشنت شاید سمجھو قسم مواقع کے ۔ لیکن ہر درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے جماعت علی شاہ کا تقدس و تطہر ان کے مریدوں کی تحریر سے ظاہر ہے ہر شخص یہ مضمون پڑھ کر اس کا فیصلہ کر سکتا ہے لاہور سٹیشن پر کرلا ہور کے ایک واقعہ کے متعلق جھوٹ ۔ کذب ۔ بہتان افترا کی نجاست پر اس بے باکی کے ساتھ منہ مارنا اس گروہ کا کام نہیں ہونا چاہیے جو اپنے تئیں ایک واجب التعظیم مجدد سے منسوب کرے ۔ کہنے والا تو ظالم تارک حبّ آل محمد ات کہہ رہا ہے اور یہ اسے اہل بیت کی توہین کرنیوالا بتاتے ہیں کیا تمہارا اپنا مذہب نہیں کہ ابوبکر و عمر امام حسین سے افضل تھے پس جب یہ کہنا ہتک نہیں تو مسیح موعود کی افضلیت سے کیوں توہین ہونے لگی اگر تم کو ان میں کچھ بھی تقویٰ ہے تو دکھاؤ ۔ کہاں لکھا ہے جب تک تمام اہل ارض مرزا کی رسالت کا کلمہ نہ پڑھیں گے آپ فوت نہ ہوں گے پھر مدعی کر نجاست دار ہی کرنا اور جنازہ پر نجاست کا پھینکا جانا ایسے سید نہیں بلکہ سیاہ جھوٹ ہیں کہ ہم لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے سوا کیا کہیں اس رسالہ کا طرز تحریر ہمارے متعلق ایسا بازاری کہ میں اس کا ہرگز ذکر نہ کرتا مگر مجھے صرف یہ دکھانا تھا کہ ایک عظیم الشان فرقہ کے اخلاق حمیدہ اور تقویٰ و تہذیب کا یہ نمونہ ہے اور علم کا یہ حال کہ آپ جوتوں سمیت جنازہ پڑھے جانے پر معترض ہیں حالانکہ سچے مسلمانوں کا یہ عام معمول ہے احادیث سے آنحضرت صلعم کا مع صحابہ کرام نماز پڑھنا ثابت ہے یہ ہندویت کی رگ ابھی گئی نہیں ۔ جو چمڑے سے پرہیز کرتے ہیں۔

اس کے بعد ضیاء الاسلام کا نمبر ہے بخدا میں یہ سننے کیلئے ہرگز تیار نہ تھا جو کچھ اس مہربان نے سنایا بجلاوہ جو ریویو آف ریلیجنز کے صفحے کے صفحے اپنے رسالے میں نقل کر تے اور جس کے رسالے کی رونق ریویو کے مضامین ہوا پھر یہ امید ہوسکتی تھی کہ وہ احمدیوں کو ایک سخت خطرناک فرقہ کہے۔ ایک کاسہ لیس کے لئے نمکحرامی سے بڑھکر کوئی گناہ کبیرہ نہیں ہوسکتا اگر یہ فرقہ ایسا ہی خطرناک تھا تو آپ نے یہ راہ و رسم کیوں رکھی تھی جوش تعصب میں عقل کچھ ایسی ماری گئی ہے کہ ایک طرف لکھتا ہے مرزا اپنی پیشگوئیوں کے مطابق مرنیوالے نہ تھے دوسری طرف خود ہی الوصیۃ کا ذکر کرتا ہے پھر وطن سے ایک گندہ مراسلت کی رجو کسی شریر نے کسی احمدی کے نام سے چھپوا رکھا ہی نقل کرتا ہے اور درایت سے کام نہیں لیتا ہم اعتراضوں سے منع نہیں کرتے وہ بھی کھول کر کریں اور اپنے ترکش میں کوئی تیر باقی نہ رکھیں اور نتیجہ کے منتظر رہیں۔ میں تو صرف یہ کہتا ہوں کہ زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا اتیلار پر رسالہ شیعہ کا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اس میں ہمارے متعلق تہذیب کے پہلو کو نظر انداز نہیں کیا مجھے افسوس ہے کہ انکو ہمارے متعلق غلط معلومات بہم پہونچائے گئے ہیں۔ حضرت امام مہدی آریوں عیسائیوں سے مناظرہ کرنے تشریف نہیں لے گئے تھے اور نہ آپ ہیضہ میں مبتلا ہو کر فوت ہوئے اور نہ یہ صحیح ہے کہ آپ اپنی موت کی پیشگوئی نہیں کر سکے۔ صاحب من! الوصیۃ دو سال آپ پہلے شائع فرما چکے تھے ان آپنے یہ فقرہ جو لکھا کہ بہت سے ہندوں نے انکے مکان کو گھیر لیا اور فحش کلمات کہنے لگے اور پھر یہ کہ [illegible] یہ درندگی اور یہ مظالم ایسے نہیں تھے اس [illegible] ان سے عمل میں آسکیں اس کی تکذیب لکن اس کے ساتھ ہمارے مقتدا خلفاء راشدین کو جو کچھ آپ کہہ گئے ہیں وہ اس بیہودہ حرکت کے کم تکلیف دہ نہیں ہوسکتا حضرت! ثلاثہ وہ ہیں جن کے سچے اور متقی مسلمان ہونے پر خود انکی خلافت نے گواہی دی یعنی خدا کے کلام نے اور پھر اس کے کام نے۔ پڑھو وعد اللہ الذین امنوا منکم اور پھر تبع البلاغۃ دیکھو جو ان کی تعریفوں سے بھرا ہے ان بزرگان ملت کے اسلام پر اور اہل بیت کرام پر اتنے احسان ہیں اگر آپ سچے محب ہوں تو قیامت تک ان کے شکریہ سے عہدہ برا نہیں ہوسکتے آپنے یہ بھی غلط لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے حکیم نورالدین کو اپنا جانشین نامزد کیا دراصل حضرت مسیح موعود نے اپنے طرز عمل سے بتادیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنا کوئی وصی نامزد نہ کیا تھا بلکہ اس معاملہ کو قوم کی کثرت رائے پر چھوڑ دیا تھا پس آپ کا اس سے استدلال یا سنیوں پر اعتراض بنا ءِ غلط بر غلط ہے وکیل کے مضمون کا جواب تو کسی وقت علیحدہ عرض ہوگا فی الحال نظیر حسین سخا کے متعلق مجھے کچھ کہنا ہے آپ بدر کی اس توجیہ پر کہ حضرت مسیح موعود ہلاک نہیں ہوئے بلکہ زندہ ہیں رقمطراز ہیں کہ موت کے یہ معنی کسی لغت ڈکشنری یا انسکلوپیڈیا میں نہیں کاش سخا صاحب جہاں ناٹک کی طرف توجہ دکھاتے ہیں قرآن مجید کی آیات پر کچھ نظر کرتے صاف لکھا ہے ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون

دیکھئے باوجود اس کے کہ موت جسم و جان کے افتراق کا نام ہے اور شہیدوں پر بھی یہ حالت طاری ہوئی۔ پھر بھی انہیں زندہ کہنے کا حکم ہے حضرت ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق پس اس ایک ہی آیۃ نے آپکے چاروں سوالوں کو حل کردیا پھر یہ جواب ان جوابوں کا ایک حصہ ہو کر اشتہار آخری فیصلہ کے بارہ میں دئے جاتے ہیں کسی وکیل کے ایک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”اہلِ وطن کو ایک خطاب“

لاہور کے جلسہ پیغام صلح کے بعد انجمن احمدیہ بھیرہ نے تجویز کیا تھا کہ پیغام صلح بھیرہ والوں کو بھی پڑھ کر سنایا جاوے حسن اتفاق سے ہمارے مکرم و معظم مفتی محمد صادق صاحب تشریف لائے مفتی صاحب موصوف عرصہ سے اہل وطن کو خطاب کرنا چاہتے تھے اور ایک لیکچر دینا چاہتے تھے یہ موقعہ بہت مناسب تھا اور زیادہ لطف یہ ہوا کہ ۲۶ تاریخ جون کو جمعہ بھی تھا اور شہنشاہ معظم حضور ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ کا جنم دن بھی تھا ان سب مبارک تقریبوں کا جمع ہونا نہایت مبارک تھا۔ چنانچہ ۲۶ جون ۱۹۰۸ء بروز جمعہ شام کے ۵ بجے حکیم فضل الدین صاحب کی بیٹھک پر مفتی صاحب موصوف نے لکچر ”اہل وطن کو ایک خطاب“ پڑھا جس کے ضمن میں پیغام صلح بھی پڑھ کر سنایا گیا جلسہ میں شہر کے معزز ہندو مسلمان رؤسا مدعو کئے گئے تھے اکثر ان نے ... سے تشریف فرما کر جلسہ کی رونق افزائی فرمائی اور ہندو مسلمان پبلک نہایت تہذیب و متانت کے ساتھ ایک جلسہ میں جمع اور لکچر کو سنتے ہوئے نظر آتے تھے جو نہایت مسرت کا مقام تھا۔ جلسہ کے پریزیڈنٹ جناب دیوان گنپت رائے صاحب آنریری مجسٹریٹ بھیرہ قرار پائے جو شہر بھیرہ کے نہایت قابل اور منصف مزاج اور ہر دلعزیز رئیس ہیں سب سے پہلے مولوی محمد صدیق صاحب نے قرآن مجید کا ایک رکوع نہایت خوش الحانی سے پڑھا جو نہایت دلکش اور موثر تھا بعد ازاں مفتی صاحب موصوف نے اپنا لکچر شروع کیا۔ لکچر نہایت قابلیت سے لکھا گیا تھا سب سے پہلے اہل وطن کے ساتھ ہمدردی کا اظہار تھا پھر منہاج نبوت کا بیان تھا۔ بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیاء ہونے کا ثبوت تھا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تذکرہ۔ آپ کی وفات پر اعتراضات اور ان کے جوابات کا تذکرہ فرما کر ”پیغام صلح“ کو پڑھ کر سنایا۔ بعد اس کے شہنشاہ معظم حضور ایڈورڈ ہفتم کے لئے نہایت خلوص سے دعا کی گئی اس دعا کے وقت حاضرین جلسہ نے ہاتھ اٹھائے اور اکثر ہندو معززین نے بھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور سب نے آمین کہی جو مذہبی مصالحت کے لئے ایک نیک فال تھی۔ مفصل لکچر اور دعا یہ ”بدر“ میں چھپ جائیگی۔ مفتی صاحب کے بعد بھیرہ میونسپلٹی کے وائس پریزیڈنٹ بخشی رام لبھایا صاحب نے تقریر فرمائی جس میں بخشی صاحب موصوف نے پیغام صلح کی تائید کی اور اس صلح پر اظہار مسرت فرمایا اور شہنشاہ معظم کیلئے دعائیہ الفاظ فرمائے اور نیز حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نورالدین صاحب کے خلیفہ ہونے پر بوجہ اپنے قدیمی تعلقات کے نہایت خوشی ظاہر فرمائی اس کے بعد آریہ سکول کے ماسٹر ہری رام صاحب نے تقریر فرمائی جس میں انہوں نے پیغام صلح کی تائید کی اور یہ فرمایا۔ کہ گائے کا نکتہ ایسا ہے کہ اگر احمدی لوگ گائے کا استعمال چھوڑ دیں۔ تو ہندو اور احمدیوں میں ہمیشہ کے لئے مصالحت ہو جائے اور سچا اتفاق پیدا ہو جائے پھر انہوں نے شہنشاہ معظم کے لئے دعائیہ الفاظ بھی فرمائے بعد ازاں پریزیڈنٹ نے تقریر فرمائی جو نہایت اعلیٰ درجہ کی تھی انہوں نے بڑے زور سے پیغام صلح کی تائید فرمائی۔ فرمایا کہ ہم پہلے سنتے تھے کہ پیغام صلح لاہور میں پڑھا گیا ہے اور اس کے مجمل حالات سے صحیح خبر دی گئی تھی۔ مگر آج جب میں نے اس پیغام کو سنا تو مجھے نہایت خوشی ہوئی اور اس کی معقولیت اور خوبیوں نے میرے دل پر خاص اثر کیا اس میں کچھ شک نہیں کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتفاق پیدا کرنے کا ذریعہ اس سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہو سکتا اور یہ کہنا کہ احمدی لوگ اگر گائے کا استعمال چھوڑ دیں تو دونوں قوموں میں صلح ہو جائے بالکل سچ ہے مگر میں کہتا ہوں کہ احمدیوں نے تو یہ سب کچھ کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی ہے اور وہ نہ صرف گائے کا استعمال چھوڑنے پر بلکہ ہر ایک شرط پر جو پیغام صلح میں پیش کی گئی ہے۔ خود عمل کرنے کو تیار ہیں اب جو دیر ہے وہ اہل ہنود کی طرف سے ہے چاہیئے کہ اہل ہنود بھی ان شرائط پر جو پیش کی گئی ہیں۔ عمل کرنا شروع کر دیں تا سچا اتفاق پیدا ہو جائے۔ اور حقیقی صلح پیدا ہو جائے اس کے بعد صاحب موصوف نے اپنے قدیمی تعلقات جو حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ سے صاحب موصوف کے ہیں ظاہر فرما کر حضرت مولانا کی خلافت پر اظہار مسرت فرمایا اور نہایت خوشی ظاہر کی اس کے بعد شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے جنم دن پر پیغام صلح کے پڑھے جانے کو نیک فال قرار دیکر اور شہنشاہ معظم کے لئے دعائیہ الفاظ فرما کر اپنی تقریر کو ختم فرمایا اس کے بعد مفتی صاحب نے اٹھ کر پریزیڈنٹ صاحب کی تقریر کی تائید فرمائی۔ کہ احمدی لوگ ہر طرح آمادہ ہیں اب صرف دیر اگر کچھ ہے تو فریق ثانی کی طرف سے ہے مگر خوشی کی بات ہے کہ لاہور میں ایسوسی ایشن قائم ہو گئی ہے جس میں معزز ہندو مسلمان شامل ہیں اور جو ان سب باتوں کو عملی رنگ میں لانے کی کوشش کریگی۔ و باللہ التوفیق۔ پس رؤسا میں سے جو صاحب چاہیں اس ایسوسی ایشن میں شامل ہو سکتے ہیں اس کے بعد بہ اجازت پریزیڈنٹ صاحب جلسہ برخاست کیا گیا

اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے محض اپنے فضل سے ان محض اپنے فضل سے اس جلسہ کو نہایت کامیابی عطا فرمائی اور جلسہ کے مقصد میں امید سے بڑھکر کامیابی ہوئی۔ لوگوں نے نہایت خوشی اور توجہ سے لکچر سنا۔ کسی قسم کا شور و شر نہ تھا۔ جلسہ میں خاموشی اور تہذیب کی حکومت تھی اور لکچر کا پبلک پر نہایت عمدہ اثر پڑا جب تک لکچر ختم نہ ہو لیا کوئی شخص لکچر سے جاتا نظر نہ آیا۔ اور پھر شہنشاہ معظم کے لئے ہندو اور مسلمانوں کا مل کر دعا کرنا اور آمین کہنا مذہبی مصالحت کی عجیب مسرت انگیز جھلک دکھاتا تھا اور نیز یہ ظاہر کرتا تھا کہ دونوں قوموں کو اپنے شہنشاہ سے سچی دلی محبت اور وفاداری ہے کہ ایک جگہ جمع ہو کر دونو قومیں اپنے شہنشاہ کے لئے دعا کیواسطے ہاتھ اٹھاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور پھر شکر ہے اور ہمیشہ ہمیشہ شکر کرنا ہمارا فرض ہے کہ وہ اپنے عاجز اور بیکس بندوں پر اپنے فضل و کرم کرتا اور اپنے فضل اور نصرتوں سے کامیابیاں عطا فرماتا ہے یہ سب کچھ اس کے پاک رسول حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضور کے سچے خلیفہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طفیل ہے جس کا صلح کا پیغام بھیرہ کو سنایا گیا اور یہ بات بھی قابل تذکرہ ہے کہ مخالفین سلسلہ نے اس جلسہ میں طرح طرح کی روکیں ڈالنے کی کوششیں کیں اور مولویوں بھی گرم ہوئیں اور بجائے قرآن کریم و حدیث شریف کا وعظ ہونے کے کفرنامے پڑھے گئے اور جلسہ نہایت کامیابی سے ہوا اور صادق کامیاب ہو کر رہا سچ

کار و بارِ صادقاں ہرگز نہ باشد ناتمام
صادقاں را دستِ حق باشد نہاں در آستین

اس لکچر کا اثر جو کچھ ہوا اس کی ایک مثال بیان کرتا ہوں لکچر کے دوسرے دن ایک ہندو وکیل صاحب سے ملاقات ہوئی جنہوں نے ایک عجیب و غریب تقریر فرمائی جسکا خلاصہ یہ تھا کہ ہندوستان میں تین بڑے مذاہب ہیں۔ ہندو۔ مسلمان اور عیسائی۔ خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ اب یہ تینوں قومیں آپس میں صلح اور امن کے ساتھ زندگی بسر کریں اور تینوں قوموں کے درمیان مصالحت کرانے کے لئے یہ ضروری تھا کہ تینوں قومیں ایک ایسے شخص کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوں جو تینوں قوموں کے لئے مقتدا ہو وہ ہندوؤں کے لئے کرشن ہو عیسائیوں کے لئے مسیح اور مسلمانوں کے لئے مہدی ہو اور ضروری ہے کہ وہ اللہ کا رسول بھی ہو تا کہ تینوں قوموں کے مقتداؤں کی عزت

اور ان جانب اللہ ہونے کا ثبوت بھی دین دنیا پر ظاہر ہو جانے
اور یہ وہ نور خدا کی طرف سے مقرر کردہ مقتدا ہونیکی وجہ سے
ہر ایک قوم کے لئے قابل قبول بھی ہوا اور جہان تینوں قومین
اس کو اپنے اپنے رنگ مین مقتدا سمجھین وہان وہ اکیلا
تینوں قوموں کے مقتدوں کا مظہر ہونے کی وجہ سے
تینوں قوموں کی وحدت کا باعث بھی ٹھیرے اور اس طرح
آپس کے اختلاف مٹ جائین اور اس حکم اور عدل پیشوا کی
سب ل کر اطاعت کرین اگر ایسا ہو جائے تو ہندوستان کے
سارے دُکھ کٹ جاوین اور سارے آپس کے جھگڑے
مٹ جائین اور ہندوستان کی ترقی اور بہبودی کے دن آجائین
یہ سچ ہے کہ جو بات حضرت مرزا صاحب نے نکالی ہے اگر اس
پر عمل کیا جائے اور جیسا اُن کو خدا نے وحی کی ہے کہ وہ
کرشن مسیح اور مہدی ہین ۔ اگر اس کو لوگ مان لین تو ہندوستان
کے دن پھر جاوین اور لوگون مین سچی مصالحت اور محبت اور
گورنمنٹ سے سچی وفاداری پیدا ہو جائے اور پھر ہر ایک
قسم کے فساد اور دُکھ سے ہندوستان کو ہمیشہ کے لئے
نجات مل جائے ۔ واقعی ہر ایک دُکھ سے نجات کا ذریعہ
اگر کوئی ہے تو وہ یہی ہے ۔ جو حضرت مرزا صاحب نے دنیا
کے آگے پیش کیا ہے لیکن افسوس ہے کہ بعض ایسے
وجود دنیا مین بھی موجود ہین ۔ جو محض اپنی ذاتی وجاہتوں
کیواسطے فرقہ بندیوں مین ہی خوش رہتے ہین اور نہین چاہتے
کہ اتفاق ہو اور دنیا کے دکھ کٹین کیونکہ اگر ایسا ہوا تو پھر
کس مپرسی کی حالت مین جا پڑین گے اور یہی اونکو منظور
نہین ۔

یہ تقریر سنکر مجھے نہایت مسرت ہوئی ۔ مینے عرض کیا کہ
خیر اگر خود غرض وجود دنیا مین ہین تو آپ جیسے عالی خیال لوگ
بھی خدا کے فضل سے دنیا مین موجود ہین ۔ نیکی کے کام کے
لئے سعی کرنے سے ہمت نہ ہارنی چاہیئے خدا تعالیٰ نیکوں
کا مددگار ہوتا ہے اور نیک آخر کامیاب ہوتے ہین غرض
اس ملاقات کا میرے دل پر خاص اثر ہوا اور ایمان بڑا تازہ
ہوا ۔ اے خدا کے برگزیدہ مسیح تجھ پر سلام ۔ اے سچے
نجات دہندہ تجھ پر سلام ۔ تو نے جو کچھ عظیم الشان کام دنیا
پر کئے ہین وہ قیامت تک یادگار رہین گے اور آسمان
پر تارا ہو کر چمکین گے ۔ مگر آہ ! آج قوم کی آنکھوں پر پردہ
پڑا ہے ۔ وہ نہین دیکھتے نہ سنتے ہین نہ سمجھتے ہین ۔
مگر وہ جنکو خدا نے اپنے فضل سے بصیرت عطا
فرمائی ہے ۔ اب بھی وقت ہے ۔ اے قوم آنکھ کھول

دیکھ اور سمجھ ورنہ پیچھے پچھتانے سے کچھ ہاتھ نہ آئیگا
خدا کے مسیح نے کیسا سچا شعر فرمایا ہے ۔ ؎

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

راقم ۔ ایک احمدی از بھیرہ

بدر خواتین

مورخہ ۳۰ ۔ اپریل کے بدر مین مکرم بھائی احمد حسین خان صاحب
کا مضمون ذیل کے عنوان پر دیکھا (میان بیوی مین کیسا سلوک
ہونا چاہیئے) چونکہ اس کا ایک حصہ مستورات کے متعلق ہے
دیکھکر مجھے خیال آیا کہ مین بھی اپنی ناقص سمجھ کے مطابق کچھ عرض
کر ہی دوں ۔ امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ میرے قابل عزت
بھائی ایڈیٹر صاحب اپنے زرین بدر کے کسی گوشہ مین جگہ دیکر
مشکور ممنون فرما دین گے ۔

سب سے اول تو محترم بھائی صاحب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی
ہوں کہ وہ گلے سے لہے اس غریب فرقہ کی خبرگیری کرتے رہتے
ہین اور جب کم فرصتی کے مرض سے افاقہ ہوتا ہے تو مستورات

مضمون اپنی دلچسپی کے لحاظ سے عمدہ تھا مگر جو انہوں
نے پہلا سین یعنے تصویر کا دوسرا رُخ دکھایا ہے وہ میرے
تجربے اور مشاہدے کے بالکل برخلاف ہے مجھے تو کبھی
یہ دیکھنے یا سننے کا اتفاق نہین ہوا ۔ کہ مرد بیچارا مصیبت
کا مارا محنت مزدوری کرکے پیسے کما لائے تو تیر ہی بچہ
کو گودی مین اُٹھائے اور چولھے کے پاس بیٹھ کر ہنڈیا
پکائے ادہر بچہ روئے چلائے ادہر وہ بیچارا سالن مین
چمچہ ہلائے بیوی پاس بیٹھی یوں ہی بڑبڑائے ۔ میں نے
یہ تماشا نہ دیکھا اور نہ (سوائے بھائی صاحب کی زبانی کے)
سنا ۔ بالفرض اگر بھائی صاحب کو کبھی اس واقعہ کے دیکھنے
کا اتفاق ہوا تو معدودے چند والا معاملہ ہے جسکو ہم تصویر
کا دوسرا رُخ نہین کہہ سکتے اور بیوی جو کہ اپنے شوہر کے
ساتھ ایسا برتاؤ کرتی ہے ضرور پاگل ہے ۔ مین قسمیہ کہتی
ہوں کہ اگر بچے پالنے کا بار عظیم مردوں کے سر پر پڑتا تو
اس کی انجام دہی مین وہ سخت ہی بودے نکلتے ۔ ان
پرورش کے مشکلات کو پیش نظر رکھ کر رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ ماؤں کے پاؤں تلے بہشت ہے ۔ اس

آزمائش مین ثابت قدم رہنا عورتوں ہی کا کام ہے آخر مین بھائی
صاحب نے یہ بھی نتیجہ نکالا کہ فریق اول کیوں ایسا تند خو اور بد مزاج
ہے اور فریق ثانی کیوں ایسا حلیم بنا ہے ۔

آمدم بر سر مطلب ! اب مین یہ بتانا چاہتی ہوں کہ میان بیوی
مین کیسا سلوک ہونا چاہیئے ۔ میان کا بیوی کے ساتھ وہی سلوک
ہونا چاہیئے جو کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم اپنے حرم محترم کے ساتھ
کیا کرتے تھے یہان تک کہ اگر بیوی صاحبہ روٹی پکاتے تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم خود آگ سُلگا دیتے ۔ غرض ذرہ ذرہ کام مین
بیوی صاحبہ کو امداد دیتے ۔ جب مین ہندو ۔ آریہ ۔ عیسائی
مذہب پر نظر عمیق ڈالتی ہوں تو بے اختیار دل اسلام پر
قربان ہونے کو جی چاہتا ہے کہان ان کی حیا کش گناہ کا
پیش خیمہ بے پردگی اور بے جا آزادی اور کہان اسلام کا
باعصمت اور باعفت رہنے کا عمدہ ذریعہ پردہ کون کہتا ہے
مسلمان مستورات کے لئے پردہ قید ہے میرا دل تو یہی
گواہی دیتا ہے کہ یہ پردہ بلکہ اسلام کا وہ بھاری احسان ہے
جس کا ہم شکریہ نہین ادا کر سکتین اور جس کی نظیر کوئی اور مذہب
نہین دکھا سکتا ۔ کہان ہندوؤں اور آریوں کا مذہب کہ فرقہ
اناث کو کشتنی سوختنی ۔۔۔ ذلیل سمجھا اور اون کی کتابوں نے
ان کو دختر کشی اور ستی کرنے کا سبق دیا کہان اسلام کی پاک
تعلیم کہ مرد اور عورت کو ایک جیسے حقوق عطا فرما دیئے
قرآن پاک نے دختر کشی وغیرہ کا قلع قمع کر دیا کیا انجیل دکھا
سکتی ہے کہ اس نے عورتوں پر کیا کیا احسان کئے ہان البتہ
ایک احسان مذہب اسلام سے بڑھکر عیسائیت نے کیا ہے
وہ کیا ہے بے جا آزادی جو ان کو خدا سے دور کرنے اور
جہنم کے نزدیک کرنے کا بڑا عمدہ ذریعہ ہے وہ اسلام ہی
ہے اور قرآن کریم ہی ہے جس کے فرقہ اناث پر ان گن عنایات
ہین ۔ قرآن کریم نے مستورات کو باپ کی اور خاوند کی جائیداد
مین حصہ دلایا ہے ۔ کیا کوئی مذہب اس کے ساتھ مقابلہ کر
سکتا ہے نہین ہرگز نہین ۔

میان اور بیوی کا آپس مین ایسا سلوک ہونا چاہیئے کہ وہ
ہر وقت ایک دوسرے پر خوش رہین کبھی کوئی رنجش اور بدمزگی
درمیان مین آنے نہ پائے اور یہ تب ہی حاصل ہو سکتا ہے
کہ وہ دونوں آپس مین خالصاً لوجہ اللہ ہی نیک سلوک کرین
بیوی اپنے میان کی اس واسطے عزت اور محبت نہ کرے
وہ مالدار خوبصورت یا ذی وجاہت ہے (کیونکہ مال وغیرہ کسی
کی میراث نہین) بلکہ وہ اس لئے اس کی عزت توقیر اور الفت
کرے کہ یہ خدا کا حکم ہے اور مین اپنے اللہ کو خوش کرنے

کے لئے میاں کی تابعداری کرتی ہیں۔ میاں اپنی بیوی کے ساتھ اس کی خوبصورتی یا اس کے باپ کے زیادہ مرتبہ یا اس کو زیادہ جہیز وغیرہ لانے کی وجہ سے حسن سلوک نہ کرے (کیونکہ یہ سب چیزیں عارضی اور جلدی ملیامیٹ ہو جانے والی ہیں) بلکہ وہ بھی اپنے اللہ اور رسول کے احکام کی بجا آوری کی واسطے لطف اور مہربانی سے پیش آوے اور جو شخص محض اللہ کی خوشنودی اور رضا مندی حاصل کرنے کے لئے کسی کے ساتھ محبت اور سلوک کرتا ہے تو مولیٰ کریم اس کی محبت اور بھی دن بدن مستحکم اور مضبوط کرتا جاتا ہے۔ اور ان کے مابین کسی قسم کا فساد وغیرہ ہو ہی نہیں سکتا اور اکثر اوقات دیکھا ہے کہ قال اللہ اور قال الرسول پر چلنے والے میاں بیوی میں بغض اور عناد نہیں ہوتا اور وہ ایک دوسرے کے حقیقی خیرخواہ اور جانی دوست ہوتے ہیں ایک عورت اور مرد کے درمیان فساد ہونے کا سب سے بھاری سبب یہ ہے کہ دین سے بے بہرہ مردوں کو چونکہ عاقبت کا خیال ہی نہیں ہوتا اور نہ دل میں خوف خدا ہوتا ہے اور نہ ہی جزا سزا اعمال پر ایمان ہوتا ہے ان کے اکثر اوقات خیال ہی خراب ہو جاتے ہیں جس کا عورت سخت نوٹس لیتی ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ نے ان دونوں کو ایک دوسرے کا محافظ بنایا ہے اور مرد کو بُرا معلوم ہوتا ہے [illegible] جالی ہے اس فتنہ اور فساد کا موجب نہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی ہے۔ دوسرا باعث فریقین کی ناچاقی کا یہ بھی ہوتا ہے کہ مذہب سے لاپرواہ مرد اپنی بیوی کو اس کے والدین کے متعلق طعنہ زنی کرتا ہے کہ انہوں نے مجھے عمدہ کپڑے نہیں دیئے [illegible] اس کے والدین کو برا بھلا کہتا ہے جس کی برداشت عورت نہیں کر سکتی اور اس طعن و تشنیع کی بدولت ناچاقی تک نوبت پہونچ جاتی ہے اور وہ اپنی عادت سے باز نہیں آتا اور نہ بندہ خدا اتنا سوچتا ہے کہ جن والدین نے اپنا پالا پلایا لخت جگر میرے حوالہ کر دیا ہے اور حسب توفیق جو کچھ میسر آیا ہے وہ بھی میری نذر کر دیا ہے اب میں ان بیچاروں کو برا کہوں اور غریب عورت کو جس نے آتے ہی اپنا تن من دھن مجھ پر نثار کر دیا ہو اور جس نے ماں باپ بہنوں بھائیوں اور خویش و اقربا کو ایک میری جان کے پیچھے پس پشت ڈال دیا ہے کیوں اذیت پہنچاؤں۔ مگر یہ اس کی بے دینی کا قصور ہے ورنہ ہمارے بشیر و محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ علیہ الصلوۃ والثنا ر تو تاکیداً فرما گئے ہیں کہ بیوی کو اس کے میکے کی بابت بالکل کچھ نہ کہو۔ میں دعوے سے کہتی ہوں۔ کہ دیندار میاں بیوی میں کسی طرح کی ناچاقی و تنوع میں آہی نہیں سکتی۔ علاوہ بریں مستورات کو بھی اپنے شوہروں کی اعلیٰ درجہ کی تابعداری کرنی چاہیئے اور اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ خاوند کی خدا سی نافرمانی اور بے ادبی دوزخ میں لے جانے کے لئے کافی ہوتی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا ہے کہ اگر خدا کے بعد اگر کسی اور کو سجدہ کرنا درست ہوتا تو عورت کو اللہ تعالیٰ حکم کرتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت اور بزرگی دی ہے اور ان کو تاکید کی ہے کہ ان زیردستوں پر نظر عنایت رکھا کریں اس زمانہ میں جب کہ فرقہ اناث پر بے جا ظلم تعدی ہونے لگی اور ان کو پاپوشوں سے نسبت دی جانے لگی تو خداوند کریم نے مسیح موعود کو وہی رسولی اخلاق دے کر دنیا میں بھیجا اور اس نے اس فرقہ کی عین موقعہ پر دستگیری کی۔ میاں بیوی میں جیسا سلوک ہونا چاہیئے تھا اس کا عملی نمونہ دکھایا۔ میں نے سنا ہے کہ حضرت اقدس ساری عمر میں ایک دفعہ ام المومنین کو ذرا غصے ہوئے ہیں جس کا انہیں اب تک رنج ہے اس سے اندازہ لگ سکتا ہے کہ کہاں جاہلوں کا مارنا پیٹنا اور کہاں حضرت [illegible] ذرا رنجیدہ ہونا بھی پچھتانا۔

میں دعوے سے کہتی ہوں کہ جس شخص میں احمدیت پوری سرایت کر گئی ہو اس کی بیوی کبھی اس سے ناخوش نہیں ہوتی کیونکہ وہ بموجب حکم خدا رسول اور امام زمان کے اس کے حقوق کی نگرانی کرتا ہے جس سے کوئی بے لطفی پیدا ہونی ممکن ہی نہیں۔

میری پیاری بہنو!! اگر تم چاہتی ہو کہ تمہیں دنیا میں ہی بہشت مل جاوے تو رو رو کر بدرگاہ مجیب الدعوات دعائیں مانگو کہ تمہارے خاوندوں کو امام برحق شناخت حاصل ہو اے میرے دینی بھائیو! اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے گھروں کے تمام جھگڑے اور فساد رفع ہو جاویں اور یہاں جنتی زندگی شروع ہو اپنے تئیں کامل دینداری کا نمونہ بناؤ اور اس امام الزمان کی پوری پوری پیروی کرو تاکہ سب مشکلات دور ہوں اور بیوی بچوں کی طرف سے ذرہ بھی تکلیف نہ پہونچے خداوند ذوالجلال ان میری عاجزانہ گذارشوں پر ہر ایک کو کاربند ہونے کی توفیق عنایت کرے۔ والسلام

: آمین ثم آمین

راقمہ عاجزہ اہلیہ ملک کرم الٰہی بھیرہ

یہ نظم میرے عزیز دوست صاحبزادہ بشیر احمد صاحب کی ہے اللہ تعالیٰ ان کے خیالات میں برکت دے

مجھے تبلاؤ یہ کیا ہو رہا ہے
یہ کیسا شور و غوغا ہے یہ کیا ہے
تحیّر کی یہاں ہر سو وبا ہے
ہر اک شوخی میں اپنی بڑھ گیا ہے
تجھے اے بے خبر کچھ بھی پتہ ہے
کہ اس دنیا میں کیا کچھ ہو رہا ہے
سنبھل جا سرکشی سے باز آ جا
کہ آیا ایک مرد باخدا ہے
اُتر آیا ہے عیسیٰ آسماں سے
پتہ کچھ ہے تجھے کیا ہو رہا ہے
منور کر دیا تجھ کو خدا نے
دیا اللہ نے تجھ کو دیا ہے
یقیناً آ رہا وہ دن ہی اک دن
[illegible] مقتدا اک میرزا ہے
مسیحا میں ہوں بیمار محبت
شفا دے تیرے ہاتھوں میں شفا ہے
فدا ہو جاں ہماری تیرے در پر
یقیناً تو بروز مصطفےٰ ہے
میں اب تشنہ لبی سے مر رہا ہوں
پلا جلدی اگر کچھ ساقیا ہے
خدا کا برگزیدہ تو ہے لاریب
لقب تیرا ہوا خیر الوریٰ ہے
ترے خادم نہ کیونکر پائیں عزت
پلا ان کو جو تجھ سا رہنما ہے
بڑا رتبہ خدا نے تجھ کو بخشا
ہُوا منکر کا تیرے روسیہ ہے
نہ کیوں کافور ظلمت کفر کی ہو
کہ تو بدر الدجیٰ شمس الضحیٰ ہے
بھنور کا ڈر ہے کچھ بھی نہیں ہے
کہ اس کشتی کا تجھ سا ناخدا ہے
غرض کیا خوبیاں تیری بیاں ہو
مس جاں کے لئے تو کیمیا ہے
ترے دشمن کو پہونچے کیوں نہ ذلت
حمایت میں ہُوا تیری خدا ہے
مخالف تیرے اندھے ہو گئے ہیں
دلوں پر بھی اندھیرا چھا گیا ہے

مراسلت

برادر اکمل فدو مکمل - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
نظم لاہور کی قدر دانی کا شکریہ ہے یہ چند اشعار جو بدیہاً و
ارتجالاً موزون ہوگئے اور کسی خاص ولولہ میں زبان پر آگئے
تینا نذر ہین چھاپ دیجئے اور یہی وقتاً فوقتاً خدمت ہوتی
رہیگی - خاکسار ثاقب میرزا خانی مالیر کوٹلہ

اے اکمل نکتہ دان سلامت
اے بلبل نغمہ خوان سلامت

لاہور کی نظم چھپ گئی ہے
کہتا ہون بصد زبان سلامت

تا دیر رہین مرے سخن کے
اللہ یہ قدر دان سلامت

سنتا رہون صد مبارک اون سے
کہتے رہین مہربان سلامت

جیسے کا بیان ہے جان ایمان
ایماں بجلہے جان سلامت

تاثیر دم مسیح ہے تین
زندہ ہون - مرا بیان سلامت

کہتا ہون و فور عشق مین مین
اے عیسیٔ نوجوان سلامت

انوار شباب لوٹ آئین
حسن رخ دلستان سلامت

زندہ رہے تیرا نام تا دیر
اسلام کی آستان سلامت

قندیل بہشت مین رہے جان
فردوس کا آشیان سلامت

اللہ رہے وہ زور بازو
اللہ کے پہلوان سلامت

دائم رہین جانشین ترے
اے مہدیٔ خوش بیان سلامت

غالب رہین تیرے نام لیوا
پیرو ترے میری جان سلامت

ہو جلوہ نور دین جہان مین
اسلام کا شمعدان سلامت

یا مہدی ... کے اور مہدی
مہدی کا یہ راز دان سلامت

قائم رہے باہمی اخوت
یہ مجمع دوستان سلامت

آباد رہے زمین اسلام
جب تک رہے آسمان سلامت

چھایا رہے ہم پہ ابر رحمت
رحمت کا یہ سائبان سلامت

آسیب خزان کفر سے ہو
ایمان کا گلستان سلامت

چشم بد غیر سے ہمیشہ
ہو گلشن قادیان سلامت

ثاقب نہ عدو رہے نہ اس کا
یہ تیر نہ یہ کمان سلامت

ایک نئی نظم

یہ نظم مہان محمود کی ہے - اسی
نامکمل حالت مین پیش کرنے سے میرا یہ مقصد ہے تا لوگ دیکھین
کہ شاعری کو بطور پیشہ نہین اختیار کیا گیا بلکہ جب کبھی قلب پر خاص
کیفیت طاری ہوتی ہے، تو اس کا اظہار کر لیا جاتا ہے اور پھر یہ
خیال نہین ہوتا کہ اسے مکمل ہی کرنا ہے -

یا الٰہی رحم کر اپنا کہ مین بیمار ہون
دل سے تنگ آیا ہون اپنی جان سے بیزار ہون

بس نہین چلتا تو پھر مین کیا کرون ناچار ہون
ہر مصیبت کے اٹھانے کے لئے تیار ہون

ہوگئی ہین انتظار یار مین آنکھین سپید
اک بت سیمین بدن کا طالب دیدار ہون

کرم خاکی ہون نہین رکھتا کوئی پرواہ مری
دشمنون پر مین گران ہون دوستون پر بار ہون

کچھ نہین حال کلیسا و صنم خانہ کا علم
نشۂ جام مئے وحدت مین ہی سرشار ہون

اس کی دوری کو بھی پاتا ہون مقام قرب مین
خواب مین جیسے کوئی سمجھے کہ مین بیدار ہون

کیا کرون جا کر حرم مین مجھ کو تیری ہی تلاش
دار کا طالب نہین ہون طالب دیدار ہون

صبر و تمکین تو الگ دل تک نہین باقی رہا
راہ الفت مین لٹا ایسا کہ اب نادار ہون

اب تو جو کچھ تھا حوالہ کر چکا دلدار کے
وہ گئے دن جبکہ کہتا تھا کہ مین دلدار ہون

ایک پرانی نظم

یہ نظم مدت سے لکھی ہوئی میرے بستے مین پڑی ہوئی تھی -

مین اپنے بخت پہ کس واسطے نہ ناز کرون
جناب حق مین نہ کیون خم سر نیاز کرون

حضور مہدی آخر زمان نصیب ہوا
تو نغمہ ہائے طرب کس لئے نہ ساز کرون

نہ ہو خلاف شریعت تو ہے مری مرضی
مین اپنے کعبۂ دل کی طرف نماز کرون

اگر حوادث ارض و سما ستائین مجھے
تو دار امن و امان ملجأ و ملاذ کرون

ہزار سال کیا تیرہ سو برس کے بعد
نبی کا چہرہ جو دیکھا تو کیون نہ ناز کرون

خدا کے فضل سے اک نا خدا ملا ہے مجھے
نہ چاہیئے مجھے اندیشۂ جہاز کرون

علو شان جو عرش عظیم تک پہونچی
مین کس زمین مین تری مدح اب طراز کرون

مقابلہ مین ترے آگیا جو کوئی حریف
اسے نصیحت "لے ترک" مین ممتاز کرون

سنائین آپ کو کچھ اپنا حال زار مگر
خلاف شیوہ عشاق کشف راز کرون

گنوا کے صبر کی مفتاح پر تو ٹھیک نہین
در شکایت غمہائے قلب باز کرون

ملال طبع کا خطرہ ہے ورنہ ذوق سخن
یہ چاہتا ہے ابھی اور کچھ دراز کرون

مرا ہو مسکن و مدفن اسی جگہ یارب
جو کوئی آز کرون مین تو پھر یہ آز کرون

ہے ابتدا سے حقیقت پسند طبع میری
کبھی پسند نہ مین مسلک مجاز کرون

بر و نکہ مدینہ ہے قادیان موجود
غریب ہو کے مین طے کیون رہ حجاز کرون

دعا کرو کہ ہو نیکی کے کرنیکی توفیق
بدی سے صحبت بد سے مین احتراز کرون

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت مسیح موعودؑ کا آخری پیغام پنجاب یونیورسٹی ہال میں بصدارت جناب جسٹس پرتول چندر چیٹرجی صاحب جج چیفکورٹ پنجاب ہندو قوم کے مختلف فرقوں نے نہایت عزت و احترام کے ساتھ سنا اس جلسہ کے حالات لکھنا میرا مقصد اس جگہ نہیں۔ میری غرض یہاں اس پاک منشار کے پورا کرنے کے متعلق بعض تجاویز پیش کرنا اور اس پر کوئی عملی کارروائی کرنا ہے جس نے حضور والا کو اس پیغام کے لکھنے پر تحریک دی اس مبارک پیغام کے متعلق جہاں تک میں اندازہ کرسکتا ہوں۔ ہندو قوم کے مختلف خیالات ہیں اکثر تو ان میں سے ابھی غور کر رہے ہیں کہ اس پیغام کا کیا جواب دیا جاوے لیکن علی العموم غیر مذہب اس پیغام کے بعد اس پاک نیتی اور وسعت خیالی کو تسلیم کر گئے ہیں۔ جو مقدس راقم پیغام کی ایک لازمی سیرت تھی اس پیغام سے آریہ سماج نے کسی قدر اختلاف کیا ہے درحقیقت وہ لوگ سوائے وید کے کسی اور کتاب کو الہامی کتاب ہونے کی عزت اگر دیں گے تو گویا وہ سماجک عمارت کے ایک بھاری بنیاد کو خود ہلا دیں گے اس لیے ان سے فی الفور آزمانا کی امید رکھنا کسی قدر مشکل ہے۔ البتہ ان میں اکثر اس حد تک تو طیار ہیں کہ وہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو عزت کی نگاہ سے آئندہ دیکھیں اور انہیں بدکلامی سے یاد نہ کریں اور انہیں ایک اولوالعزم انسان مانیں اور مفتری نہ کہیں۔ ہاں جناب رسالتمآب کی نبوت کا قائل ہو جانا سردست مشکل ہے۔ سناتن دھرمی فرقہ میں ایک حصہ تو اس وقت بھی جناب خاتم الانبیاء کو خدا کا فرستادہ ماننے کے لیے بموجب شرائط پیغام صلح طیار ہو رہا ہے۔ اگرچہ اس کی تعداد تھوڑی ہے۔ باقی حصہ اس فرقہ کا بھی ابھی کسی خاص نتیجہ پر نہیں آیا۔ البتہ یہ ایک عام خواہش ہے۔ کہ کوئی راستہ آپس میں صلح و صفائی کا نکل آوے۔ بہرحال میں اس بات سے بہت خوش ہوں کہ اس وقت تک یہ مبارک پیغام علی العموم ملک کے لئے مبارک ہی سمجھا گیا ہے اور عام خواہش ہے کہ کسی ایک سمجھوتے پر زیر یقین آکر آپس کے دلوں کے تنازعات کو دور کریں۔ یہ ایک نہایت خوشی کا مقام ہے کہ جناب رسول اکرم صلوٰۃ اللہ علیہ کو پیغام صلح کے بعد اولوالعزم انسان اور ایک صادق انسان ماننے کی خواہش عام طور پر ظاہر ہو رہی ہے۔ ہمیں اس وقت نہ نتیجہ کے لئے کوئی گھبراہٹ دکھلانی چاہیئے اور نہ کسی عجلت کی ضرورت ہے ابھی تو ہمارا پیغام ملک ہند کے ہزاروں حصہ تک بھی نہیں پہونچا۔ سب سے پہلا ہمارا تو یہ فرض ہے کہ ہم اس پیغام کو ملک کے ہر ایک گوشہ تک پہونچا دیں۔ ہندو قوم کا کوئی طبقہ نہ رہے جس کے معتد بہ آدمی اس لکچر کو نہ دیکھ لیں۔ اس کا انگریزی ترجمہ تو عنقریب ملک میں ریویو کے ذریعہ شائع ہو ہی جاوے گا۔ لیکن میرا دل چاہتا ہے کہ اس پیغام کی اردو۔ انگریزی۔ بنگلہ۔ سندھی ناگری کاپیاں ہزار در ہزار پھیلائی جاویں اور پھر آپ دیکھیں کہ اس کا کیا نتیجہ ہوگا۔ .. ..

.. اور یہ یاد رکھیں کہ اس پیغام صلح کی شرائط کے مخالف اگر کوئی ہو سکتے ہیں تو سماجک لوگ ہی ہوں گے تاہم میں جس قدر کامیابی اس لیکچر کی لاہور جیسے شہر میں باوجود سماجک مخالفت کے دیکھتا ہوں۔ مجھے بہت کچھ خدا تعالےٰ کی ذات پاک سے امید ہے کہ اس پیغام کے ذریعہ اس ملک کا غیر اسلامی حصہ بہت جلد جناب رسالتمآب کے آستانہ پر سرنیاز رکھنے والا ہے اس لئے میں نے سردست ارادہ کیا ہے کہ اس پیغام کی دو ہزار اور کاپیاں چھاپ کر مفت ہندو قوم میں تقسیم کی جاویں۔ لاہور کی جماعت نے دو ہزار کاپیاں چھپوا دی ہیں اور اس میں سے صرف چند صد کاپیاں باقی رہ گئی ہیں۔ اس دو ہزار میں سے نصف کے قریب مفت تقسیم کی گئی ہیں۔ اب آئندہ کے لئے میں نے اپنے بعض مخلص دوستوں کو لکھا ہے کہ وہ کم و بیش ایک ایک صد کے قریب کاپیوں کا خرچ بھیجدیں۔

چنانچہ بعض سے میں نے درخواست مطالبہ کر لیا ہے اور وہ میری خاطر بھیج بھی دیں گے۔ لیکن میرے دل میں آج یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ میں اس نیک کام میں اور دوستوں کو بھی شامل کروں۔ میری رائے یہ ہے کہ ہمارے دوست عام طور پر کم از کم ایک ایک روپیہ کی کاپیاں خرید کر کے اپنے اپنے شہر میں ہندو احباب کی خدمت میں پہونچا دیں یہ ایک کار خیر ہے اور ہمارے دوست بہت آسانی سے اس پر عمل کریں گے

میرا ارادہ ہے کہ اب کے اس پیغام صلح کے شروع میں چند ورق صلح اور آشتی کے جناب مسیح موعود علیہ السلام کے حالات کے متعلق بھی لگا دوں اس لکچر کی قیمت دراصل کوئی نہ ہوگی صرف جس قدر لاگت اس کی اصلی ہوگی اسی حساب سے جس قدر کاپیاں ایک یا دو روپیہ میں ان احباب کو برائے تقسیم بھیجی جاویں گی جو میری اس تجویز پر عمل کرنا پسند فرماویں گے۔ ایسا ہی میرا ارادہ ہے کہ جب میگزین طبع ہو تو پیغام صلح والا حصہ ایک ہزار الگ طبع کرالیا جاوے اور اسے بھی مفت تقسیم کیا جاوے لہٰذا ان احباب کے علاوہ جن کو میں نے الگ الگ خطوط لکھے ہیں میں اس چٹھی کے ذریعہ دیگر خادمان سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ ضرور اپنے پاکٹ خرچ میں سے کم از کم ایک آدھ کو الگ کر کے یا تو مجھے ابھی بھیج دیں یا مجھے اس تحریر سے پندرہ دن کے اندر اندر اطلاع دیں کہ پیغام صلح کے طبع ہونے پر ایک یا زیادہ روپے کی کاپیاں وی۔ پی کر کے میں انکی خدمت میں بھیجدوں میرا خیال ہے کہ پانچ چھ پیسہ کے قریب ایک کاپی پر خرچ ہوگا اور اس کا حجم شاید ۸۰ صفحہ کا ہو جاوے۔ اگر میرے دوست اس تجویز پر کثرت سے پابند ہوں تو ہم کو انگریزی ترجمہ کی مفت اشاعت کے لئے بہت آسانی ہوگی قادیان سے واپس جا کر میں پہلے اس کی کاپی لکھوانی شروع کر دوں گا اور دس دن تک انتظار کر کے اس کو چھپوا دوں گا ان دس دنوں میں کاپیاں چھپوا دوں لیکن اگر ان دس دنوں کے اندر ہمارے احباب نے اس نیک کام میں میری مدد دی۔ اور مجھے اطلاع کثرت سے دی تو ممکن ہے کہ اس کو دس ہزار تک میں چھپوا لوں۔ پھر یہ بھی ارادہ ہے کہ اس طریق کی اشاعت کے علاوہ ہندوستان کے شہروں میں جلسہ کر کے اس پیغام کو سنایا جاوے۔

میرے دوستو! جہاں تک میں ملک کی حالت کا اندازہ کر سکتا ہوں یا جہاں تک میں اس وقت تک لاہور کا اندازہ کیا ہے آپ یقین رکھیں کہ ملک اس پیغام کو قبول کرنے کے لئے طیار ہو چکا ہے اگر مخالفت کسی جگہ ہے تو وہ سماجک کیمپ میں ہے اور وہ کیمپ اول تو بہت ہی محدود ہے اور پھر اس کا اثر پنجاب سے باہر بہت کم ہے۔

اُمید ہے کہ بہت جلد میرے احباب اس میری تجویز کا جواب بواپسی مجھے دیں گے جن جن احباب سے میں نے اپنے ذاتی تعلقات کی وجہ سے مطالبہ پیش از یں کر لیا ہے ان کے سوا دیگر ہموطن خدام سلسلہ عالیہ احمدیہ یہ نہ سمجھ لیں کہ وہ اب اس تحریر کے مخاطب نہیں رہے اس تحریر کا دراصل مخاطب ہر ایک ایسا احمدی بھائی ہے کہ جو علاوہ ضروریات خانگی ایک روپیہ ماہوار کم از کم ہر ماہ میں آسانی کے ساتھ اپنے دیگر زائد ضروریات مثلاً میوہ جات یا آرائش و سامان یا دیگر غیر ضروری باتوں میں خرچ کیا کرتا ہے میں یہ امر بھی ہرگز پسند نہیں کرتا کہ اس کام کے لئے ہمارے دوست چندہ جمع کریں میں اس کے ذریعہ سے کوئی قومی چندہ جمع کرنا پسند نہیں کرتا۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ جو میرے احباب ایک ماہ میں کم و بیش مثلاً آجکل ایک دو پیسہ کے آم یا انگور ایک ماہ میں ہی کھالیا کرتے ہیں وہ انگوروں یا آموں کے کھانے کی بجائے ایک روپیہ مجھے بھیجدیں۔ جواب مجھے لاہور میں دیا جاوے۔ والسلام۔ محررہ قادیان دارالامان ۲۷ رجون ۱۹۱۲ء

خاکسار کمال الدین وکیل عزیز منزل
نزد کمپنی باغ متصل ریلوے اسٹیشن لاہور

ثناءاللہ کی پریشانی

اہلحدیث مورخہ ۲۹ - مارچ ۱۹۰۷ء کے مضمون کا جواب ایڈیٹر الحکم نے الحکم مورخہ ۳۱ - مارچ ۱۹۰۷ء میں دیا ہے جس کا جواب الجواب مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۱۹ - اپریل ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث میں اس طرح سے دیا ہے کہ الحکم کی عبارت نقل کر کے اس کے مختلف فقروں یا الفاظ پر نمبر لگائے ہیں اور ان نمبروں کی پابندی کے ساتھ مختلف ریمارکس کئے ہیں اپنے مضمون نمبر ا میں میں یہ ظاہر کر چکا ہوں کہ ان سلسلہ مضامین میں مولوی صاحب کے دیگر اعتراضات کا جواب اس وقت نہیں دونگا صرف حضرت صاحب کی وفات کے متعلق مضمون پر بحث کرونگا اسی لئے الحکم مطبوعہ ۳۱ مارچ کا صرف اسی قدر ضروری حصہ نقل کرنا چاہتا ہوں جس پر مولویصاحب کے نوٹ مضمون اوان کے متعلق ہیں اور باقی وہ تمام نوٹ جن میں بے جا طعن وطعن غیر متعلق فضول گوئی یا گالی گلوچ شامل ہیں ترک کر دیتا ہوں۔ الحکم کی عبارت حسب ذیل ہے جو اہلحدیث کی عبارت نقل کرنے کے بعد بطور جواب لکھی گئی تھی اس مضمون پر ہم سے بے جا طعن وتشنیع چھوڑ کر جس کے جواب کی ضرورت نہیں اصل مطلب کی بات صرف یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ حضرت مسیح موعود مرزا صاحب کی تکذیب پر ایسا یقین اور ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اسپر خدا تعالے کی قسم کھانے کو تیار ہیں اور اس مباہلہ کے واسطے حضرت مرزا صاحب کو بلاتے ہیں اور حضرت مرزا صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اس مباہلہ کا نتیجہ کیا ہوگا اور اس مباہلہ کے واسطے امرتسر یا بٹالہ میں طرفین کا جمع ہونا تجویز کرتے ہیں اس مضمون کے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو بشارت دیتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب نے ان کے اس چیلنج کو منظور کر لیا ہے وہ بے شک قسم کھا کر بیان کریں کہ یہ شخص اپنے دعوے میں جھوٹا ہے اور بے شک یہ بات کہیں کہ اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور اس کے علاوہ ان کو اختیار ہے کہ اپنے جھوٹے ہونے کی حالت میں ہلاکت وغیرہ کے جو عذاب اپنے لئے چاہیں خدا سے مانگیں۔ لیکن خدا کے رسول چونکہ رحیم و کریم ہوتے ہیں اور ان کی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے اس واسطے باوجود اس قدر شوخیوں اور دل آزاریوں کی جو ہمیشہ ثناء اللہ سے ظہور میں آتی ہیں حضرت اقدس نے پھر بھی اس پر رحم کر کے فرمایا ہے کہ یہ مباہلہ چند روز کے بعد ہو جب کہ ہماری کتاب حقیقۃ الوحی چھپکر شائع ہو جائے اور امید ہے کہ بیس۲۰ پچیس۲۵ روز تک انشاء اللہ تعالے یہ کتاب شائع ہو جائے گی اس کتاب میں ہر قسم کے دلائل سلسلہ حقہ کے ثبوت میں خلاصۃً بیان کئے گئے ہیں اور دو سو سے سوا آسمانی نشانات بھی لکھے گئے ہیں یہ کتاب مولوی ثناء اللہ کو بھیجدی جاوے گی اور وہ اس کو اول سے اخیر تک بغور پڑھ لے۔ اس کتاب کے ساتھ ایک اشتہار بھی ہماری طرف سے شائع ہوگا جسمیں ہم یہ ظاہر کر دینگے کہ ہم نے مولوی ثناء اللہ کے چیلنج مباہلہ کو منظور کر لیا ہے اور ہم اول قسم کھاتے ہیں کہ وہ تمام الہامات جو اس کتاب میں ہم نے درج کئے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہیں اور اگر یہ ہمارا افترا ہے تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین اسی طرح مولوی ثناء اللہ بھی اس اشتہار اور کتاب کے پڑھنے کے بعد بذریعہ ایک چھپے ہوئے اشتہار کے قسم کے ساتھ یہ لکھدیں کہ میں نے اس کتاب کو اول سے آخر تک پڑھ لیا ہے اس میں جو الہامات ہیں وہ خدا کی طرف سے نہیں اور مرزا غلام احمد کا اپنا افترا ہے اور اگر میں ایسا کہنے میں جھوٹا ہوں تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین

مولوی ثناء اللہ نے اس مضمون کی نقل کرتے ہوئے مختلف جگہ نمبر لگائے ہیں جن کی کل تعداد ۹ ہے انہیں سے صرف نمبر ۱ - ۲ - ۳ - ۴ - ۸ - ۹ کو مضمون زیر بحث سے تعلق ہے۔ انہیں کو میں نقل کرتا ہوں۔ نمبر اول دوم سوم چہارم میں آپنے بالکل سفید جھوٹ سے کام لیا ہے کیونکہ میں نے آپ کو مباہلہ کے لئے نہیں بلایا بلکہ آپنے یا آپکے حکم سے آپکے تابعدار مرید ایڈیٹر الحکم نے مجھ کو قسم کھانے کے لئے کہا جس کو میں نے منظور کیا گو افسوس ہے کہ میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی ظاہر کی ہے مگر آپ اس کو مباہلہ کہتے ہیں حالانکہ مباہلہ اس کو کہتے ہیں جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں۔ حلف اور قسم تو ہمیشہ ہر روز عدالتوں میں ہوتی ہے لیکن مباہلہ اس کو کوئی نہیں کہتا بس ہوش سے سنیئے۔ اور مخلوق کو دھوکہ نہ دیجئے میں نے جو کہا ہے وہی کہیئے . . . . دروغگوئی سے کام نہ لیجئے۔ میں نے حلف اٹھانا کہا ہے مباہلہ نہیں کہا نہ میں نے آپکو دعوت دی ہے بلکہ آپکی دعوت کو منظور کیا ہے۔ نہ میں نے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنا لکھا ہے۔ قسم اور ہے اور مباہلہ اور ہے۔ قسم کو مباہلہ کہنا آپ جیسے راست گوؤں کا کام ہے اور کسی کا نہیں"

نمبر ۸ - میں بھی آپنے اپنے دجال ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ خواہ مخواہ اپنی قسم کا ذکر کر دیا۔ اے جناب ہم نے آپکو کب قسم کھانے کے لئے کہا ہم تو نہ آپ کو قسم کھلاتے ہیں نہ آپ کی قسم کا اعتبار کرتے ہیں۔ خواہ آپ تیغ تلے پر . . . . . . رکھدیں۔ ہمیں تو قرآن میں آپ کی قسم پر اعتبار کرنے کے لئے منع کیا گیا ہے پھر ہم آپ کو کیوں قسم دیں اور کیوں اعتبار کریں ہاں آپنے ہم کو قسم کھانے کو کہا اسلئے ہم تمہارے کہنے سے قسم کھانے کو تیار ہیں

نمبر ۹ - بھی فضول ہے۔ ہم تو اسی وعدہ پر قائم ہیں جو ہم نے ۲۹ - مارچ کے اہلحدیث میں شائع کیا ہے جس کو آپنے بھی منظور کیا۔ زائد باتوں کو ہم آپ کی فضول گوئی جانتے ہیں جب کتاب آپ کی نکلے گی تو اس کا جواب بھی دیا جائیگا سردست تو جہاں سے بات چلی ہے وہ یہ ہے کہ آپکے کہنے کے مطابق ہم قسم کھانے کو تیار ہیں۔ قسم کے الفاظ بھی ہم نے لکھ دیئے ہیں اور آپنے منظور کر لئے ہیں۔ باقی فضول"

ان ریمارکس کے اخیر میں مولویصاحب اپنے کل مضمون کا لب لباب مفصلہ ذیل الفاظ میں لکھتے ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ جہاں سے بات چلی ہے اس کو یاد کیجئے اس کے مطابق ہم قسم کھانے کو تیار ہیں مگر پہلے یہ بتادو کہ اس قسم کا نتیجہ کیا ہوگا۔ کیونکہ تمہارا تجربہ ہو چکا ہے۔ کہ تم معمولی معمولی واقعات کو اپنی پیشگوئی کی صداقت بتلایا کرتے ہو"

ثناء اللہ کے اس جواب کو جب ناظرین پورے غور سے پڑھیں گے تو ان کو معلوم ہو جائیگا کہ کل کا لب لباب ان فقروں میں ہے۔ جن پر میں نے خط کھینچدیا ہے۔ یعنے یہ کہ مولویصاحب نے مباہلہ کے لئے نہیں بلایا ہے مباہلہ اس کو کہتے ہیں جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں اور اس کا نتیجہ بھی ابھی تک ان کو نہیں بتلایا گیا ہے اس لئے وہ دریافت کرتے ہیں کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔

اب ناظرین کو چاہیئے۔ کہ میرے سابقہ مضمون نمبر ا اور اس کو ملا کر غور کریں اور دیکھیں۔ کہ اولاً مولویصاحب کو بالمقابل قسم کے واسطے بلایا تھا اور صاف الفاظ میں لکھا گیا تھا۔ کہ تا معلوم ہو کہ خدا تعالی کس کی حمایت کرتا اور کس کی قسم کو سچا کرتا ہے۔ اس کے جواب میں مولوی صاحب نے بھی الحکم ہی والے مباہلہ کے دعوے کو منظور کر لیا تھا لیکن اب وہ مباہلہ کی تعریف بیان کر کے مباہلہ سے انکاری ہیں لیکن ناظرین کو یہ معلوم کر کے تعجب ہوگا کہ آگے چل کر مولوی صاحب نہ اپنی اس تعریف کا جو انہوں نے مباہلہ کی بابت خود بیان کی ہے کچھ لحاظ کریں گے اور گو ابھی تک وہی کہتے

مین کہ ہمین اس کے نتیجہ سے اطلاع دو اور اسی کو پھر دہرائین گے لیکن اپنے ان بیانات پر بھی وہ قائم نہین رہین گے اور خود ان کی اپنی تحریرات ان کی پریشانی کا ثبوت دین گی جو غور کرنے والون کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہوگا اور وہ سمجھ لینگے کہ مامور کے مخالف کس حالت مین گرفتار ہین۔

اشتہار مطبوعہ ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء جو الحکم مورخہ ۱۰-اپریل اور بدر مین بھی حضرت صاحب کی طرف سے شائع ہوا تھا اور جس کی سرخی تھی "مولوی ثناء اللہ صاحب سے آخری فیصلہ" وہ اشتہار ہے جس کی بنا پر ثناء اللہ نے حضرت صاحب کی وفات کے متعلق یہ اشتہار نکالا ہے جو میرے اس مضمون کا محرک ہوا ہے۔

۲۶-اپریل ۱۹۰۷ء کے اہل حدیث مین "قادیانی کرشن جان شہر اچھوڑ جاتے ہین" کے سرخی سے ثناء اللہ صاحب نے ایک مضمون لکھا تھا۔ جس مین چند تمہیدی فقرون کی بعد حضرت صاحب کے مذکورہ بالا اشتہار کو نقل کیا گیا تھا اور پھر اس کا جواب مختلف نمبرون مین دیا تھا۔ اس مضمون کے تمہیدی الفاظ مفصلہ ذیل ہین۔

"کرشن جی نے خاکسار کو مباہلہ کے واسطے بلایا جس کا جواب اہل حدیث ۱۹-اپریل ۱۹۰۷ء مین مفصل دیا گیا جس کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ مین حسب اقرار خود تمہارے کذب پر حلف اٹھانے کو تیار ہون۔ بشرطیکہ تم پہلے بتلا دو۔ کہ اس حلف کا نتیجہ کیا ہوگا اس کے جواب مین کرشن جی نے ایک اشتہار دیا ہے جو بقول شخصے سوال از آسمان جواب از ریسمان" یہ ہین مولوی صاحب کے تمہیدی فقرے اصل مضمون پر بحث کرنے سے پہلے ان تمہیدی فقرون کی ہم پڑتال کرنا چاہتے ہین۔ اس جگہ مولوی صاحب لکھتے ہین۔ کہ "خاکسار کو مباہلہ کے لئے بلایا تھا۔ جس کا جواب اونہون نے اہل حدیث ۱۹-اپریل ۱۹۰۷ء مین مفصل دیا ہے۔ لیکن جس جواب کا اس جگہ حوالہ دیا گیا ہے اور جس کی نقل مین سابقہ نمبر ۲ مین دے چکا ہون اس مین صفحہ کالم ۱ سطر ۲۲ پر یہ فقرے بطور جواب کے موجود ہین "مین نے تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے مگر آپ اس کو مباہلہ کہتے ہین۔ حالانکہ مباہلہ اس کو کہتے ہین جو فریقین مباہلہ قسمین کھاوین وغیرہ وغیرہ"۔ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ کسی واقعہ کا نام اگر ہم مباہلہ رکھین تب تو ثناء اللہ کے نزدیک جھوٹے بے ہوش بدحواس اور خبطی بنین۔ لیکن ثناء اللہ ایک ہی ہفتہ کے بعد اسی واقعہ کو مباہلہ بیان کرے تو اپنے واسطے کوئی نام تجویز نہ کرے کیا یہی مولویت ہے۔ اب ثناء اللہ کو چاہیئے کہ ان مین سے نصف نام ہی اپنے واسطے تجویز کر کے شائع کر دے تاکہ ہر ایک شخص اس کی ایمانداری کا قائل ہو سکے۔ ہم اس بات کے منتظر ہین کہ جھوٹا بے ہوش بدحواس اور خبطی جو مباہلہ کا لفظ سننے کے سبب سے وہ استعمال کر سکے ہین ان مین سے کون کون سے معزز نام اپنے واسطے تجویز کرتے ہین اور اس اختلاف کو کس طرح اٹھاتے ہین۔ ناظرین کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان تمہیدی الفاظ مین ثناء اللہ نے مباہلہ کا لفظ سہواً نہین لکھا ہے بلکہ اس کے مضامین پڑھنے سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ اس شخص کی عادت ہے۔ کہ ہمارے متعلق جس مضمون پر قلم اٹھاتا ہے اوس مین جس جس موقعہ پر گالیان دینے اور لعن طعن کرنے کا اوسے موقعہ مل سکتا ہے وہ کسی موقعہ کو اوہلا نہین رکھتا ہے۔ اولاً چونکہ ایڈیٹر الحکم نے مباہلہ کا لفظ استعمال کیا تھا اور جیسا کہ مضمون نمبر اول مین مین ظاہر کر چکا ہون کہ دراصل اون کا ایسا لکھنا بجا تھا لیکن اس ٹکسالی مولوی نے جو ہر قسم کی نکتہ چینیون کا ٹھیکیدار ہے اس بات کو گوارا نہ کیا اور کسی قدر گالیان دینے کے بعد لکھا کہ تم اس کا نام مباہلہ کیون رکھتے ہو۔ مباہلہ کی تعریف تو یہ ہے۔ لیکن دوسرے ہی ہفتہ مین جب کہ واقعات وہی تھے اس مضمون پر پھر لکھنے بیٹھے تو گالیان دینے کیواسطے کچھ اور خیال دماغ مین پیدا ہوا جس کے سبب سے جھٹ اسی معاملہ کو مباہلہ بنا دیا۔ ثناء اللہ اپنی اس خلاف بیانی کو انشاء اللہ تعالیٰ ہرگز رفع نہین کر سکے گا اس لئے کہ اس کا سبب سوائے مامور من اللہ کی مخالفت کے اور کچھ بھی نہین ہے۔ ثناء اللہ نے تحریرات مین مین دیکھتا ہون کہ عرصہ دراز سے یہی رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ اس موقعہ پر بھی اس نے یہی خیال کر لیا ہوگا کہ کہ جو جی مین آوے لکھتے جاؤ۔ کون میری تحریر کی اس قدر گہری نظر سے پڑتال کرنے بیٹھے گا لیکن اسے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ الٰہی ارشاد "انی مہین من اراد اہانتک" بالکل سچ ہے اور اپنے اپنے وقت پر ہر حصے دار کو اس مین سے حصہ مل جاتا ہے اور اسی طرح سے ملتا رہیگا ورنہ اس کو غور کرنا چاہیئے کہ جس حالت مین وہ خود ہی مباہلہ کی تعریف بیان کر کے ہمین گالیان دے چکا تھا۔ اور اس کی بیان کردہ تعریف کے موافق دوسرے واقعات بھی پیش نہین آئے تھے تو صرف ایک ہی ہفتہ کے بعد کس طرح سے یہ کہہ دیا گیا کہ (خاکسار کو مباہلہ کے لئے بلایا تھا) یہ خدا کا فضل ہے کہ وہ اپنے برگزیدہ کے مخالف اور مقابل کو ذلیل کرنے کے واسطے خود انہی کے ہاتھون سے کیسے کیسے سامان مہیا کرا دیتا ہے۔ ایک دفعہ اور مین مولوی صاحب سے کہتا ہون کہ اپنی تحریرات مین جا بجا حضرت صاحب کے اختلافات (اپنے زعم کے موافق) آمیز بیان کئے ہین مین اون مین سے ان چند اختلافات پر جو مضمون رسالہ کے سلسلہ کے مین دین سے روشنی ڈالونگا۔ لیکن آپ سے فی الحال ٹھنڈے دل سے غور کرین کہ جا بجا حضرت صاحب کی بابت ظاہر کیا ہے کہ بڑھاپے کے سبب سے مخبوط الحواس ہے اس لئے ایسے اختلافات ظہور مین آتے ہین لیکن آپ تو نوجوان ہین اس لئے مخبوط الحواس بھی نہین ہو سکتے پھر اس پریشانی کی کیا وجہ ہے۔ محض اس سبب سے کہ آپ اس اختلاف کا سبب سہو بیان کرین اور ہمین دوبارہ اس پر کچھ لکھنے کی ضرورت پیش آوے ہم یہ بھی ظاہر کر دیتے ہین کہ مذکورہ بالا کے علاوہ مفصلہ ذیل مقامات پر بھی انہی واقعات کو آپ نے مباہلہ کے نام سے تعبیر کیا ہے گو آپ کی تعریف بیان کردہ کے مطابق مباہلہ اس وقت تک نہین ہوا تھا۔

مرقع بابت اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۲۹۰ سطر ۴ پر لکھا ہے کہ آپ نے مجھے مباہلہ کے لئے بلایا تھا۔ پھر اہل حدیث مطبوعہ ۱۵ شوال ۱۳۲۵ صفحہ ۵ کالم ۲ سطر ۱۷ پر لکھا ہے۔ ہمارے مباہلہ کا اثر آپ پر پورا ہوا۔

پھر اشتہار مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۰۸ء پر لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے کسی مخالف سے ایسا کھلا مباہلہ نہین کیا تھا۔

ثناء اللہ کو یہ ضرور چاہیئے کہ جب ان اختلافات کو مٹانے کی کوشش کرے تو ساتھ ہی اپنے اون الفاظ کو جن مین مباہلہ کی تعریف بیان کی ہے اور دوسرے ہمارے بیان کردہ امور کو ضرور مدنظر رکھے تاکہ نتیجہ فیصلہ کن ہو۔ صرف مرقع یا اہل حدیث کے ناظرین کو خلاف واقعہ بیانات سے خوش کر دینا مدنظر نہ ہو۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے مذکورہ بالا تمہیدی فقرون مین ایک اور بات بھی بحث طلب ہے اور وہ یہ ہے کہ مولوی صاحب کو ابھی تک اس حلف یا مباہلہ کے نتیجہ سے اطلاع نہین دی گئی ہے اسی وجہ سے وہ دریافت کرتے ہین کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا مین اس کے متعلق بھی آگے چل کر بحث کرونگا اس وقت سرسری طور پر صرف اس لئے مین نے اس بات کو ظاہر کر دیا ہے کہ ناظرین اس بات کو ذہن نشین رکھین تاکہ اصل موقعہ پر صحیح نتیجہ پر وہ بہ آسانی پہونچ سکین۔ اور ثناء اللہ کی پریشانیون کو دیکھ کر اس سے عبرت حاصل کرین۔

اب مین پھر اصل مقصد کی طرف رجوع کر کے ظاہر کرنا چاہتا ہون۔ کہ مذکورہ بالا تمہیدی فقرون کے بعد مولوی صاحب نے حضرت صاحب کے اشتہار مورخہ ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء کو نقل کیا ہے چونکہ وہ اشتہار الحکم اور بدر کے ذریعہ شائع ہو چکا ہے اس کو دوبارہ اس جگہ نقل کرنے کی چنداں ضرورت نہین ہے مولوی صاحب کے جواب کی ضروری حصہ کو آئندہ مضمون مین نقل کر کے مفصل بحث کرونگا۔

حضرت صاحب کے اشتہار مورخہ ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء کا جواب مولوی صاحب نے ۲۶-اپریل ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث

مین ۷ نمبرون مین لکھا ہے ان مین سے نمبر چہارم پنجم اور ششم تو بالکل فضول ہین اور ان کی طرف توجہ کرنے کی چندان ضرورت نہین ان کو ترک کرنے کے بعد باقی جواب مولویصاحب کا حسب ذیل ہے۔ جواب اس ساری لمبی چوڑی تحریر کا جو شیطان کی آنت[1] سے بہی زیادہ طویل ہو خلاصہ یہ ہے کہ کرشن جی دعا کرتے ہین کہ جھوٹا سچے سے پہلے طاعون ہیضہ وغیرہ سے مرجائے اس جواب مین آپ نے کئی طرح سے دجل اور فریب کام لیا ہے اول یہ کہ اس دعا کی منظوری مجھسے نہین لی۔ اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کردیا۔ دوم یہ کہ اس مضمون کو بطور الہام کے شائع نہین کیا بلکہ یہ کہا ہے۔ کہ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہین ہے بلکہ محض دعا کے طور پر ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر تم مرگئے تو تمہارے دام افتادہ خس کم جہان پاک کہہ کر یہ عذر کرین گے۔ کہ حضرت صاحب کا یہ الہام نہین تہا بلکہ محض دعا تہی یہ بہی کہدینگے۔ کہ دعائین نوح سے نبیون کی بہی قبول نہین ہوئی بلکہ وہ آپ ہی کی دعائن مین بہت سی مثالین دیدین گے کہ قبول ہوئین۔ آپنے ۳ سال کے اندر فیصلہ ہوجانے کی دعا کی تہی جو قبول نہ ہوئی۔ حالانکہ آپنے لکھا تہا کہ اگر یہ قبول نہ ہوئی تو مین آپ کو کافر مردود وکذاب اور دجال سمجھونگا جس کی تفصیل گذشتہ نمبر مین ہوچکی ہے۔ سوم یہ کہ میرا مقابلہ تو آپ سے ہے اگر مین مرگیا تو میرے مرنے سے اور لوگون پر کیا حجت ہوسکتی ہے جبکہ مولوی غلام دستگیر قصوری مرحوم مولوی اسمٰعیل علی گڈہی اور ڈاکٹر ڈوئی امریکن اسیطرح سے مرگئے۔ تو کیا لوگون نے آپکو سچا مان لیا ہے ٹہیک اسی طرح اگر یہ واقعہ بہی ہوگیا تو کیا نتیجہ۔

ہفتم۔ آپنے اپنے پہلے گذشتہ مضمون مندرجہ اہل حدیث ۱۹- اپریل کو فقرہ نمبر ۲ مین لکھا تہا کہ خدا کے رسول چونکہ رحیم وکریم ہوتے ہین اور ان کی ہر وقت یہی

---

[1] اگرچہ یہ فقرہ اس قابل نہین کہ اس کیطرف توجہ کیجاوے لیکن دکہانا صرف یہ ہے کہ یہ ناخدا ترس مولوی کس قدر ظالم طبع اور اعتراضات کا ٹہیکیدار ہے کہ کسی حالت مین بہی نکتہ چینی کئے بغیر نہین رہ سکتا ہے حضرت صاحب کے مضمون اور اپنے جواب کی سطرین بہی اگر گن لیتا تو اسے معلوم ہوجاتا کہ اسکے ریمارکس کا حجم اگر دگنا نہین تو ڈیوڑھا تو ضرور ہے لیکن بد دزد حسد دیدۂ ہوشمند والہ معاملہ ہے۔

خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت مین نہ پڑے۔ مگر اب آپ کیون میری ہلاکت کی دعا کرتے ہین۔ مرزائیو تبلاسکتے ہو یہ تناقض اور تخالف کیون ہے ایک ہی ہفتہ مین اتنا اختلاف کیون ہوا ہے لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا"

مذکورہ بالا جواب کے اخیر مین مولویصاحب نے اپنے کل مضمون کا خلاصہ اور نتیجہ وغیرہ بیان کیا ہے جس پر مجہے زیادہ وضاحت سے بحث کرنی ہے اس لئے اول مین مذکورہ بالا جواب پر نمبروار مختصراً بحث کرتا ہون تاکہ ناظرین ساتہہ ساتہہ واقعات کو اچہی طرح سے سمجہتے جاوین

اول۔ میرے سابقہ مضامین مین ناظرین دیکہہ چکے ہین کہ اہل حدیث مورخہ ۲۹- مارچ ۰۸ء مین مولویصاحب نے کس قدر مستعدی ظاہر کرکے لکہا تہا کہ انہین ہمارے سامنے لاؤ۔ جس نے رسالہ انجام آتہم مین مباہلہ کے واسطے درخواست دی تہی مباہلہ کے لئے اسی مستعدی کو دیکہہ کر حضرت صاحب کیطرف سے اشتہار ۱۵- اپریل ۰۸ء کو شائع کیا گیا تہا تاکہ اسی طرح سے ثناء اللہ ہی بالمقابل اپنی قسم کو شائع کردے مولوی صاحب کی اس مستعدی کی تردید یا مزید تشریح جو مولوی صاحب کو بعد مین سوجہی تہی حضرت صاحب کو ۱۵- اپریل ۰۸ء کا اشتہار شائع کرنے سے پہلے نہین پہونچی تہی اس لئے مولویصاحب کی ترمیم کردہ خیالات کے موافق کسی منظوری کی ضرورت نہین تہی اس مین شک نہین ہے کہ الحکم ۱۳- مارچ ۰۸ء کا جواب دیتے ہوئے مولویصاحب نے ۱۹- اپریل کے اہل حدیث مین انجام آتہم والی دعوت مباہلہ کا ذکر ترک کرکے یہ ضرور لکہا تہا۔ کہ ہم آپ کی قسم کا اعتبار نہین کرتے اور نہ آپ کو قسم کہلاتے ہین اور یہ مباہلہ نہین ہے بلکہ مین (ثناء اللہ) قسم کہانے پہ آمادہ ہون۔ لیکن حضرت صاحب کا ۱۵- اپریل کا اشتہار الحکم مطبوعہ ۱۷- اپریل کے ہمراہ یعنے ثناء اللہ کے ۱۹- اپریل والے مضمون سے پہلے جسمین اپنی ترمیم کردہ شرط اور کو شائع کیا تہا قادیان سے شائع ہوچکا تہا یہی وجہ تہی کہ مولویصاحب کے ان جدید خیالات کی بابت اس اشتہار مین اشارہ تک بہی نہین ہے۔ دوم۔ یہ حضرت صاحب کی صداقت کا نشان ہے کہ ہمیشہ جب الہام کے ذریعہ سے کسی سے مباہلہ کرتے تہے تو اس کا ذکر بہی کردیتے تہے اور اسموقعہ پر چونکہ الہام الٰہی نہین ہوا تہا اسلئے صاف طور

پر اس کا بہی اظہار کردیا۔ اب رہی آپ کی یہ نکتہ چینی کہ یہ کارروائی چونکہ الہام کی بناء پر نہین ہے اس لئے حجت نہین ہوسکے گی یہ اس وقت درست ہوتی جبکہ آپنے اُن پیشگوئیون پر جرح وقدح نہ کی ہوتی جو الہام کی بناء پر کی گئی تہین اور پوری بہی ہوگئی تہین رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیون پر عیسائی مصنفون نے بہت کچہہ نکتہ چینیان کی ہین لیکن اگر اون کی نکتہ چینیون سے آپ کی اعتراضات کا مقابلہ کیا جاوے تو معلوم ہوجاوے کہ آپنے ان کے بہی کان کاٹے ہین اور آپ کا نمبر ان سے کئی درجہ آگے ہے۔

سوم یہ آپکی خوش فہمی ہے دنیا مین آجتک کبہی کسی نبی کے ساتہ ایسا نہین ہوا کہ اس کی پیشگوئی سے تمام نے اون کو سچا مان لیا ہو البتہ بہت سے سعید ہر ایک واقعہ سے فائدہ اٹہالیتے ہین یہی حال ڈوئی وغیرہ کی پیشگوئی کا ہے کہ بہت سی سعید روحون نے اس سے فائدہ اٹہایا۔ البتہ راستی کے دشمنون اور نکتہ چینی کے ٹہیکیدارون نے نہ کبہی پہلے فائدہ اٹہایا اور نہ اب فائدہ اٹہاسکتے ہین۔ ہفتم اس نمبر کو فضول سمجہہ کر میرا ارادہ تہا کہ اسے ترک کردون اسلئے کہ مضمون رواں سے اس کو کچہہ تعلق نہین ہے لیکن مولویصاحب نے اس مین احمدیون کو خاص طور پر مخاطب کرکے جواب طلب کیا ہے اسلئے مینے ضروری سمجہا کہ ان کی خاطر سے ناظرین پبلک کی مولویانہ منطق کا اظہار کردیا جاوے تاکہ ہمارے متضاد مضامین پیش کرکے مولویصاحب جو بغلین بجایا کرتے ہین اون کا نمونہ بہی معلوم ہوجاوے کہ وہ کس حیثیت کے ہوتے ہین۔

ایڈیٹر الحکم نے لکہا تہا کہ خدا کے رسول چونکہ رحیم کریم ہوتے ہین انکی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت مین نہ پڑے اسپر مولویصاحب نکلتے ہین کہ آپ کیون میری ہلاکت کی دعا کرتے ہین گویا الحکم کی اس تحریر اور حضرت صاحب کی دعا مین باہمی تخالف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ رحمۃ للعالمین کی بہی بڑی خواہش تہی کہ کوئی شخص ہلاکت مین نہ پڑے لیکن جب راستی کے دشمنون نے تلوار اٹہائی اور تلوار کے ذریعہ سے ہلاک کرنا چاہا تو مجبوراً رحمۃ للعالمین کو بہی مقابلہ کے لئے تلوار اٹہانی پڑی جسکے ذریعہ سے انکی ہلاکت واقع ہوئی اگر مولویصاحب اسوقت موجود ہوتے تو ضرور اعتراض کرتے کہ رحمۃ للعالمین ہوکر لوگونکو تلوار سے ہلاک کیون کرتے ہو مولویصاحب یاد رکہو اس خدا کے رسول کی بہی خواہش تہی اور ضرور رہی کہ کوئی ہلاکت مین نہ پڑے۔ کفر کے فتوے۔ مال غصب کرلینے اور خدا جانے کیسے کیسے فتوے اس کے متعلق لگائے ایک عرصہ تک معمولی طور پر جواب دیئے گئے تاکہ حجت پوری ہو اور کوئی ہلاکت مین نہ پڑے لیکن جب ہلاک کرنے کے لئے قلم اور زبان کے استعمال کرنے کا کوئی پہلو اس کے مقابلہ مین باقی نہ رکہا گیا تو مجبوراً دوسری طرز پر زبان اور قلم ہی سے مقابلہ کرنا پڑا۔ اور اس طرح سے انکے رحیم وکریم ہونے

آئینہ صداقت

مولفہ مفتی محمد صادق ایڈیٹر بدر قادیان

اس رسالہ میں حضرت اقدس مسیح موعود کی وفات پر جسقدر اعتراضات مخالفین نے کئے ہیں ان سب کے جواب دئے گئے ہیں اور آپکی کامیاب زندگی کے دلائل دئے گئے ہیں اور دوسری اخبارات اُردو انگریزی میں جو کچھ آپ کی وفات پر رائے زنی کیگئی ہی اسکو درج کیا گیا ہے اور آپکی وصال پر جو تاریخیں لکھی گئی ہیں اون کو ایک جگہ جمع کیا گیا ہے۔ اور اخیر میں آپ کی تعلیم کا نمونہ دکھایا گیا ہے جیبی تقطیع پر اس رسالہ مختصر کو ۱۲۸ صفحہ میں چھاپا گیا ہی ہر ایک احمدی کو چاہیئے کہ اسے اپنے پاس رکھے اور دوسرے لوگوں میں تقسیم کرے تا کہ لوگوں کے دلوں سے اعتراض دور ہو کر روشنی پیدا ہو بسبب جلدی کے رسالے کے چھپوانے پر غیر معمولی اخراجات اُٹھانے پڑے ہیں باوجود ان سب باتوں کے قیمت صرف ڈیڑھ آنہ فی رسالہ رکھی گئی ہے لیکن ایک روپیہ میں ۱۶ رسالے بھیجے جائینگے غیر احمدیوں کو صرف آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر ایک رسالہ بھیجا جائے گا۔

ایڈیٹر کی ڈاک

چونکہ مخدومی ایڈیٹر صاحب (مفتی محمد صادق) ۱۰ تاریخ ماہ جون ۱۹۰۸ء کو جلسہ پیغام صلح لاہور پڑھ کر تھے اور وہاں سے وطن کو بھیرہ چلے گئے اور واپسی پر سرگودہ۔ ڈنگہ۔ لالہ موسے۔ گجرات وزیرآباد۔ سیالکوٹ۔ گجرانوالہ لاہور میں تقریریں کرنے کے واسطے انکو ٹھہرنا پڑا اس عرصہ میں انکی تمام ڈاک قادیان میں جمع ہوتی رہی ہے اُمید ہے کہ اون کے دوست خطوں کا جواب نہ مل سکنے کی وجہ سے آگاہ ہو کر انہیں معذور سمجھیں گے۔

اطلاع

بعض مشکلات کے سبب سے بدر کا اگلا پرچہ انبار بدر کا شائع نہ ہو سکیگا۔

رسید زر

۲۴۔ اپریل ۱۹۰۸ء بابو فضل کریم صاحب ۲۰۲۲ للعہ
حامد حسین ۹۱۱ عا/ ۲۔ مئی ۱۹۰۸ء
خدا بخش صاحب ۱۹۶۹ عہ چوہدری محمد علی خان صاحب ۱۳۳۰ للعہ
احمد شیر خان صاحب ۴۳ عا/ مولوی علی محمد صاحب ۲۱۵ عا/
حاجی امیر الدین صاحب ۶۸ عہ اسمٰعیل جان معرفت زین الدین
۲۵۔ اپریل ۱۹۰۸ء صاحب ۶۱ للعہ
بابو کریم بخش صاحب ۱۱ للعہ عبد القادر صاحب ۲۱ عا/
فتح محمد صاحب ۱۱۹۳ عہ ۶۔ مئی ۱۹۰۸ء
۲۹۔ اپریل ۱۹۰۸ء قاضی عبد الرحیم صاحب للعہ
خواجہ حفیظ اللہ صاحب ۲۰۲۱ عہ نذیر محمد صاحب ۵۳۸ ۸/
محمد منظیم صاحب ۱۰۰ صہ ۷۔ مئی ۱۹۰۸ء
۳۰۔ اپریل ۱۹۰۸ء امام الدین صاحب ۲۰۳۵ عا/
چوہدری رحمت اللہ صاحب ۱۹۵۹ ے/ رکن الدین صاحب ۱۴۲ عا/
فیض محمد صاحب ۲۳۹ صہ محمد عبد اللہ ۲۱۹ ے/

۹۔ مئی ۱۹۰۸ء ۱۰ و ۱۱ جون ۱۹۰۸ء
منشی فیروز علی صاحب ۲۹۶ للعہ عبد العزیز صاحب ۱۱۵۲ عا/
سید معین الدین صاحب ۱۵۹۹ عا/ پیر خان محمد قریشی ۲۰۲۰ عا/
فتح محمد صاحب عا/ عبد الرحمان صاحب ۲۰۴۱ للعہ
۱۴ تا ۱۶۔ مئی ۱۹۰۸ء فضل کریم صاحب ۲۸۹ عا/
نامعلوم الاسم للعہ فقیر محمد صاحب انسپکٹر ۹۸ عا/
محمد حسین صاحب ۳۲۱ عا/ عبد الحق صاحب ۱۲۵۴ عا/
حامد حسین صاحب ۹۱۱ عا/ ۱۲۔ جون ۱۹۰۸ء
محمد دین پٹواری ۹۹۴ عا/ منشی عالمگیر صاحب اوورسیر ۵
محمد حسین صاحب ۱۳۳۱ للعہ محمد صدیق صاحب ٹریژری اسسٹنٹ صہ
پیر محمد تخت ہزارہ عا/ ۱۵ تا ۳۰۔ جون ۱۹۰۸ء
۱۸ تا ۳۰۔ مئی ۱۹۰۸ء محمد حسین صاحب ۳۲۱ عا/
سید عابد حسین صاحب ۱۲۸۴ ے/ عبد المجید صاحب ۲۰۵۱ ۱۱/
قادر خان صاحب ۸۲۸ عا/ چوہدری میرباز خان صاحب ۲۰۴۳ للعہ
بابو محمد عمر صاحب ۱۲۹۷ للعہ محمد علی خان صاحب ۲۰۱ عا/
ملک محمد بخش صاحب وسٹرن آسٹریلیا صہ چوہدری ننھے خان صاحب ۹۹ عا/
چوہدری ننھے خان صاحب ۲۰۲۹ للعہ
منور علی صاحب ۱۹۸ عہ گلاب الدین صاحب ۵۳ ۱۰/
خیر الدین صاحب ۲۴۳ عا/ قائم علی صاحب ۱۴۹۶ عہ
عبد الرحمن صاحب عا/ کرم رسول صاحب ۱۲۶۴ عہ
محمد اکبر خان ۶۱۷ للعہ بابغ الدین صاحب ۸۹۶ للعہ
دولت خان صاحب للعہ عمر الدین صاحب ۲۰۰۵ عا/
محمد اسمٰعیل صاحب ۵۹۴ ے/ امام خان صاحب ۷۱۱ للعہ
جلال الدین صاحب ۲۰۷ عہ مہدی حسن صاحب ۱۴۳۶ عہ
مستری غلام محی الدین صاحب ۲۰۱۶ عہ رحمت اللہ صاحب ۱۱/
قمر الدین صاحب ۲۰۵۱ عہ
ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب ۳۸ للعہ عبد الرحمن صاحب عہ
محمد عبد الرحمن صاحب ۷۵ ۶/ مراد بخش صاحب ۳/
احمد دین صاحب ۱۵۴ عہ الہ داد صاحب ۴۰۱ عا/
یکم جون ۱۹۰۸ء عبد العزیز صاحب ۱۸۱۳ عہ
عبد الرحمن صاحب بجاب عبد الرحمن صاحب عہ
قاضی بدر الحسن صاحب ۲۴۵ للعہ غلام احمد صاحب ۱۴ للعہ
عبد اللہ صاحب ۱۵۴۴ عہ
۵۔ جون ۱۹۰۸ء محمد اسمٰعیل صاحب ۲۰۵۲ للعہ
حامد علی کینڈر پور کلکتہ ۵/ میر برکت علی صاحب ۲۰۵۳ عہ
یکم جولائے ۱۹۰۸ء
غلام احمد صاحب للعہ ولی اللہ صاحب ۲۰۱۵ عہ
۲۰۱۲ عبد الرحمن عا/ نظام الدین صاحب ۱۶۸۸ عا/

ہمارے ہمعصر

(گذشتہ اشاعت سے آگے) برہم پرچارک لکھتا ہے۔

" مرزا صاحب کا وجود ان کے تین چار لاکھ مریدوں کے لئے نہائت مبارک تہا۔ کیونکہ اونہوں نے اپنے مریدوں کی زندگی پر بہت غیر معمولی اثر ڈالا۔ اگرچہ ہم مرزا صاحب مرحوم کی تمام مذہبی تعلیم اور خیالات سے کلی اتفاق نہیں رکھتے اور نہ ان کے دعووں کو درست سمجھتے ہیں۔ لیکن ہم یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ وہ کیا بلحاظ لیاقت اور کیا بلحاظ اخلاق و شرافت ایک بہت بڑے پایہ کے انسان تھے ان کے بہت سے مریدوں سے ہمارا تعارف ہے اور ہم ان کی زندگیوں پر مرزا صاحب کی زندگانی کا اثر صاف طور پر دیکھتے ہیں۔ ہم ان کی وفات کو ایک قومی نقصان خیال کرتے ہیں اور ان کے لکھو کھہا مریدوں۔ دوستوں۔ رشتہ داروں اور مداحوں سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔

یونین گزٹ لکھتا ہے۔ مرزا صاحب کی وہ اعلیٰ خدمات جو اونہوں نے آریاؤں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ مرزا صاحب نے مناظرہ کا بالکل رنگ بدل دیا تہا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ ایک محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریا اور بڑے سے بڑے پادری کی یہ مجال نہ تہی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کہول سکتا۔ جو بے نظیر کتابیں آریاؤں اور عیسائیوں کے مذہب کے رد میں لکھی ہیں اور جیسے دندان شکن جواب مخالفین اسلام کو دئے ہیں آجتک معقولیت سے ان کا جواب الجواب ہم نے نہیں دیکہا نہیں۔ سوائے اس کے کہ آریہ نہائت بد تہذیبی سے ان کو یا پیشوایان اسلام یا اصول اسلام کو گالیاں دیں اور کوئی معقول جواب نہ اب تک دیا نہ دے سکتے ہیں اگرچہ مرحوم پنجابی تہے مگر اون کے قلم میں اس قدر قوت تہی۔ کہ آج سارے پنجاب میں بلکہ بلندی ہند میں بہی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں تہا۔ ایک پر جوش اور قوی الفاظ کا انبار اون کے دماغ میں بھرا رہتا تہا اور جب وہ لکھنے بیٹھتے تہے تو نپے تلے الفاظ کی ایسی آمد ہوتی تہی کہ بیان سے باہر ہے۔ اگرچہ مرحوم کے اردو علم ادب میں بعض بعض مقامات پر پنجابی رنگ[1] اپنا جلوہ دکھا دیتا ہے تو بہی ان کا پُر زور لٹریچر اپنی شان میں نرالا ہے اور واقعی ان کی بعض عبارتیں پڑہنے سے ایک وجد کی حالت طاری ہو جاتی ہے اور اردو علم ادب میں ترقی کرتے کرتے یہاں تک نوبت پہونچی کہ سوائے خال خال مقام کے ان کا اردو لٹریچر ستہرا اور پاک ہو گیا ہے مرحوم نے اگرچہ باقاعدہ تعلیم عربی علم ادب میں اور صرف و نحو کی کہیں حاصل نہیں کی۔ تو بہی اپنی خداداد ذہانت اور طبیعت کی جودت سے اتنی قابلیت عربی میں پیدا کر لی کہ وہ بے تکلف عربی لکہ لیتے تہے[2] اور عربی بولنے میں انکو ذرا تامل نہیں ہوتا تہا۔ مرزا صاحب نے جو نمایاں ترقی اپنی قوت بازو سے حاصل کی۔ اس کی نظیر ہندوستان میں بہت کم ملیگی۔ ان کے مریدوں میں عامی اور جاہل ہی لوگ نہیں ہیں بلکہ قابل اور لائق۔ گریجوایٹ یعنے بی۔ اے ایم۔ اے اور بڑے بڑے فاضل مولوی ہیں موجودہ زمانہ کے ایک مذہبی پیشوا کے لئے یہ کچہ کم باعث فخر نہیں ہے کہ قدیم اور جدید تعلیمیافتہ ان کے مرید بن جاویں۔ مرزا صاحب ترقی کے انتہائی عروج پر پہونچ گئے تہے اپنے ارادے کے پورے اور مستقل مزاج تہے مرزا صاحب کا ادعا ہے کہ اعلے تعلیم یافتہ مریدوں تک کچہ ایسا تہا کہ اون کی ہر حرکت پر اور اون کے ہر لفظ پر اور ان کے ہر دعوے پر آمنا و صدقنا کی صدائیں اون کے مریدوں میں سے بلند ہوتی تہیں۔ ان ہی آوازوں سے ہر شخص یہ نتیجہ نکال سکتا ہے۔ کہ مرحوم کو اپنی زندگی میں خدا کیطرف سے کتنی کامیابی نصیب ہو گئی تہی۔

[1] ی اُردو کئی زبانوں عربی فارسی وغیرہ سے مرکب ہے اگر اس میں پنجابی بہی ہو تو کیا حرج ہے

[2] اس کا ثبوت؟ یوں کہئے کہ آپ نے تحدی کے ساتہ عربی کتابیں شائع کیں مگر کوئی ان کا معارضہ نہ کر سکا۔

مدرسہ الٰہیات

جناب ایڈیٹر صاحب بدر۔ تسلیم۔ جناب مولوی نورالدین صاحب کی یہ تحریک کہ قادیان میں اس مقصد کے لئے ایک مدرسہ کہولا جائے کہ موجودہ ضروریات کے لحاظ سے اشاعت اسلام کے لئے کامیاب واعظ طیار کرے اس قابل ہے کہ تمام مسلمان بہت تپاک قلب سے اس کا خیر مقدم کریں۔ میں بہی الحمدللہ مسلمان ہوں اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس تجویز کے متعلق میری جو رائے قائم ہوئی ذیل میں ظاہر کرتا ہوں۔ یہ تجویز کسی خاص فرقہ سے وابستہ ہونے کے لائق نہیں اور گو اس کی نسبت انتظامی سررشتے زیادہ تر بزرگان قادیان کے ہاتہ میں رہیں لیکن زیادہ مناسب ہے۔ کہ مشترکہ فرض کے لئے مشترکہ سامان امداد سے اس مبارک تجویز کی تکمیل بسرانجام پہونچے بس میں تحریک کرتا ہوں کہ اگر بزرگان قادیان کو قومی سرمایہ سے مقصد پورا کرنے کی تجویز پسند ہو تو اس امر کا اعلان کر دیا جاوے کہ جو نیک دل اور روشن خیال مسلمان اشاعت اسلام کے کام میں شریک ہونا چاہیں انہیں اس کا موقعہ دیا جائے گا۔

نیز ایک مفصل اشتہار کے ساتہ مجوزہ درسگاہ کے مقاصد کی وضاحت کر کے ہر مسلمان پر خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکہتا ہو ظاہر کر دیا جائے۔ کہ کن اصولوں کی بنا پر اشاعۃ اسلام کا کام جاری ہوگا تاکہ بجائے خود اس کے لئے اس بات کا فیصلہ آسان ہو جائے کہ اسے اس مقدس اور مبارک مشن میں شریک ہونا چاہئے یا اسے بہی اسی نظر اختلاف سے دیکہنا چاہئے جس نے ہمارے بہت سے قومی مقاصد تباہ کر رکہے ہیں میرے نزدیک کام کے طرز میں تہوڑا سا فرق ممکن ہو مگر عام حیثیت سے مخالفین پر اسلام کی صداقت ثابت کرنے کے لئے جو اسلوب اختیار کیا جا سکتا ہے وہ صرف اس لائق ہے کہ مسلمانوں کے تمام فرقوں میں اس سے ایک کیتہولکٹی کی بنیاد قائم ہو جائے اس دعوے کی دلیل ہمارے مخالفین کا وہ لٹریچر ہے جو انہوں نے ہمارے مقابلہ پر طیار کیا ہے اور جن کا جواب مستثنیٰ صورتوں کے علاوہ اور لیاقت کے مختلف درجوں سے قطع نظر ایک ہی صورت پر دیا گیا ہے۔ بہر حال اظہار خیالات اور تبادلہ آرا کے لئے مناسب ہے کہ آپ اس مختصر عریضہ کو بدر میں درج کر کے مجہے ممنون فرماویں۔

راقم - مسلمان

رشتہ کی ضرورت

زمیندار۔ معقول روزگار ہو۔ احمدی ہو پہلے کوئی بیوی نہ رکہتا ہو۔ مستورات سے زمینداری میں امداد نہ لیتے ہوں فضول رسومات کے پابند نہ ہوں۔ ضلع سیالکوٹ۔ گجرات۔ گجرانوالہ جہلم کے رہنے والوں میں سے ہو۔ کچہ تعلیمیافتہ بہی ہو۔ ان اوصاف کے بست سالہ نوجوان لڑکے کے رشتہ کے لئے مجہ سے خط و کتابت کی جائے۔ بہت جلد۔ پندرہ بیس روز مہلت ہے

اکمل قادیان

معیار الصادقین ۳ر - ظہور المسیح ۶ر - براہین احمدیہ مجلد ۵ر غیر مجلد ۸؍ - درثمین مجلد ۶ر غیر مجلد ۴ر کرشن لیلا ۰ر - سر الشہادتین ار - غلامی ۳ر عصمت انبیاء ۷ر - جنگ مقدس ۸ر - فقدین ۴ر اسلام کی پہلی کتاب ۴ر - نظم مستورات ۰ر - کامن احمدی ۲ر آنہ ڈکشنری ار - شری نہہ کلنک اوتار ۸ر - حیرت کی حیرانی ۴ر

میاں معراج الدین عمر کیلئے بدر پریس قادیان میں منیجر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا